بفضل تعالےٰ

آفتاب دل

ان من الشعر الحکمۃ و ان من البیان لسحرا
تعویذ جادو طلسم اعجاز دیوان سوم بلبل ہندوستان استاد جہان حضرت داغ دہلوی
١٣٢٤
آفتاب داغ
بااخذ اجازت منشی نیاز احمد صاحب خلف اکبر جناب منشی محمد شفیع بہادر مرحوم باہتمام قاسم علیخاں
در مطبع قاسمی واقع لکھنؤ محلہ سبحان نگر طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رے مرتبہ مری عجز و نیاز کا
گویا جواب ہے یہ ترے کبر و ناز کا

دی مجکو داغ عشق کہ احسان ہان ان کو
اوس درد جانفزا و غم دلنواز کا

کہا کہا کے رشک تیرے شہید عشق نے
غم کہا نہ پائے خضر کی عمر دراز کا

بگڑی ہوئی ہی تیغ حقیقت کے زخم زخم
ہنس ہنس کے منہ چڑہاتی ہین عشق مجاز کا

گو مہر لب ہے حلم ترا اسکا کیا علاج
دل بولتا ہے خود بخود آگاہ راز کا

عالم تمام چشم حقیقت نگر بنا
منہ دیکھتا ہے آئینہ آئینہ ساز کا

یوسف کو چاہ مین تو مسیحا کو چرخ پر
عالم دکھا دیا ہے نشیب و فراز کا

ہر چند راہ کعبہ و بتخانہ ایک ہے
اے راہ رو ہی کام لیکن امتیاز کا

جل جلکے تیرے عشق مین گل جائین استخوان
مانند شمع لطف ہے سوز و گداز کا

ناکامی دوام بھی ہو عیش جاودان / ایسا اسیر ہون ہوس حرص و آز کا
دنیا بھی اک بہشت ہی اللہ ری کرم / کن نعمتون کو حکم دیا ہے جواز کا
رتبے سے ہیں قیصر و سنجر کو رتبہ کیا / مین ہون غلام شاہ عراق و حجاز کا
مجکو نہ کیونکر اوسکی غلامی سے فخر ہو / محمود ایک بردہ ہے جسکے ایاز کا

کونین جسکے ناز سے چکرا رہے ہین داغ
مین ہون نیازمند اوسی بے نیاز کا

تو ہوا اللہ کا محبوب خوب ہوا / یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا
شب معراج یہ کہتے تھے فرشتے باہم / سخن طالب و مطلوب ہوا خوب ہوا
ای شہنشاہ رسل فخر رسل ختم رسل / خوب سے خوب خوش اسلوب ہوا خوب ہوا
حشر مین ستر عاصی کا ٹھکانا ہی نہ تھا / بخشوانا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا
حسن یوسف مین ترا نور تھا ای نور خدا / چارۂ دیدۂ یعقوب ہوا خوب ہوا
تھا سبھی پیش نظر معرکہ کرب و بلا / صبر مین ثانی ایوب ہوا خوب ہوا
فخر آدم کو نہوتا جو فرشتہ ہوتا / بنی آدم سے جو منسوب ہوا خوب ہوا

ادفتادگان خاک کا رتبہ تو دیکھئے
باد صبا ہی غاشیہ بردوش نقش پا

لاغر ہے یون مسافر راہِ عدم چلے
جیسے سبک روان سبک دوش نقش پا

ملجائین آسمان و زمین گو کہ غیر مین
بنجای ہر ستارہ دُرِ گوش نقش پا

محشر مین بھی وہ فتنے نہ دیکھین گے اہل حشر
جو دیکھتے ہین آ کے مدہوش نقش پا

تم شوخیون سے پاؤن تو رکھو زمین پہ
کھل کھیلتے ہین لب خاموش نقش پا

۵

روندی نہین ہے آپنے کیا قبر داغ کی
پھولونکی چادرون سے چھپا جوش نقش پا

۱۷

دیکھو جو مسکرا کے تم آغوش نقش پا
گستاخیان کرے لبِ خاموش نقش پا

کسکے خرام سے یہ اڑے ہوش نقش پا
بیٹھی ہوئی ہے مجلس خاموش نقش پا

آسودگان خاک کی کہتا ہے سرگذشت
رکھتا نہین زبان مگر گوش نقش پا

ہے خار خار حسرتِ افتادگی غذا
بے نیش کے نہین ہے خورونوش نقش پا

مٹجائیگا مگر نہ کھلیگا یہ اے صبا
غنچہ کا منہ نہین لبِ خاموش نقش پا

رکھون قدم جو غیر کے نقش قدم پہ مین
انگشت پا مروڑ دون گوش نقش پا

آسودگان خاک کی آنکھونکی ہین بن نشان
تیری گلی مین او رہون جو ش نقش پا

پائی مری سراغ سے دشمن نے راہ دوست
اے بیخودی مجھے نہ رہا ہوش نقش پا

کسطرح غیر اوسکے قدم پر قدم دہرین
میرا نشان سجدہ ہی دوشبدوش نقش پا

مین خاکسار عشق ہون آگاہ راز عشق
میری زبان سے حال سنے گوش نقش پا

آئے بھی وہ چلے بھی گئے میری راہ سے
مین نامراد والہ و مدہوش نقش پا

سمجھنا تو انکی خاک کو پامالیونکے بعد
دوش صبا ملا جو چھٹا دوش نقش پا

ٹوٹا ہی ہار راہ مین کس مست ناز کا
ہی غنچہ موتیا کا در گوش نقش پا

رکھا قدم نہ بھول کے بھی میری قبر پر
اے کوچہ گرد وعدہ فراموش نقش پا

یہ کون میرے کوچہ سے چھپ کر نکل گیا
خالی نہین ہے فتنون سے آغوش نقش پا

مٹتے ہین خاکسار گلی خاکسار سے
ہوتا ہی نقش پا بھی ہم آغوش نقش پا

یہہ داغ کی تو خاک نہین گویا ہی مین
اک تشنۂ وصال ہی آغوش نقش پا

۶ ۱۳

چل رہا ہے خنجر فولاد کیا
اوسکے ہتے چڑھ گئی بیداد کیا

میں نوید وصل سنکر مر گیا
نامبارک تھی مبارکباد کیا

جلگئے پھنکا تو نے کیوں اے شعلہ رو
آگ تھا آئینہ فولاد کیا

حسن شیرین پر جو تھی لیلے کو ناز
قیس بھی ہوجائیگا فرہاد کیا

کس طرح سے اوسکے دلمیں گھر کروں
جب زمین قائم نہو بنیاد کیا

تیرے کوچہ میں بپا ہی حشر کیوں
ہوگیا خالی عدم آباد کیا

اونکی صورت دیکھتے رہتے ہیں ہم
دیکھیے کس وقت ہو ارشاد کیا

اپنے دل پر ظلم جو کرتے ہیں ہم
ہوسکیگی تجھسے وہ بیداد کیا

دل میں طاقت ہو تو سب کچھ ہوسکے
عرش تک جاتی نہیں فریاد کیا

کرلیا رنگ حنا نے دل اسیر
آپکی مٹھی میں ہے صیاد کیا

باعث گریہ نہ پوچھ اے ہمنشیں
کیا کہوں میں آگیا تھا یاد کیا

فصل گل میں کیوں ہے بلبل نغمہ سنج
آپ اپنے منہ مبارکباد کیا

داغ شب کو زہر کھا کر مر گیا
لو اوٹھو بیٹھے ہوئے ہو شاد کیا

۲۱

ایک ہی رنگ ہے سب یہ تماشا کیسا — کوئی کیسا ہی کوئی چاہنے والا کیسا

ردئی ہم یاس میں اس رنگ کا رونا کیسا — پانی ہو ہو کے بہا خون تمنا کیسا

عرصۂ حشر میں انصاف ہمارا کیسا — دیکھنا یہ ہے کہ ہوتا ہے تماشا کیسا

بخشدے اوس بت سفاک کو اے داور حشر — خون ہی مجھ میں نہ تھا خون کا دعوے کیسا

ڈھونڈتے پھرتے ہو بازار میں کیا ہم سے لگے — مفت ہاتھ آئے تو پھر لاؤ وہ سودا کیسا

وہ ہی جنت ہے جو وحشت میں کہیں دل بہلے — لوگ صحرا کی لئے پھرتے ہیں صحرا کیسا

نیند آئی ہے بڑی رات گئے آئے ہو — سرخ آنکھوں میں ہے ملا نشۂ صہبا کیسا

ڈوبتے ہیں عرق شرم میں عنبر والے — ڈوب مرنے ہی پہ آئے تو دریا کیسا

نامہ بر تو نے بھی دیکھا ہے ارے سچ کہنا — گات کیسی ہے بدن کیسی ہے نقشا کیسا

خوبیاں لاکھ کسی میں ہوں تو ظاہر کریں — لوگ کرتے ہیں جو ہیں انکا چرچا کیسا

تیری قربان کوئی دم ہی تکرار رہے — دل ہمارا ہی ہمارا ہے تمہارا کیسا

دیکھتے ہو طرف سنگ ڈرے آتی جاتی — مجھکو دیکھو کہ ہوا ناصیہ فرسا کیسا

قیس و فرہاد کے قصے تو سنا کرتے ہو — داد دو اسکی کہ بیٹھے ہیں چلا آ کیسا

ہم حقیقت میں سمجھتے ہیں انھیں کا یہ کلام
آپ دل لیکے کہی جاتی ہی کیسا کیسا

غیر کی غم میں وہ خاموش تھے میں نے پوچھا
جی ہی کیسا تو کہا تیرا کلیجا کیسا

تم سلامت ہو تو ہر روز قیامت ہی نئی
ہم بھی دیکھیں گے تماشے یہ تماشا کیسا

مجھکو یہ شکوہ کہ اقرار وفا جھوٹا تھا
انکو یہ ناز کیا ہمنے یہ وعدا کیسا

جان نثاروں کو دکھایا یہ بہانا رکھکر
جان پر کھیلنے والوں کا تماشا کیسا

ای قیامت تجھے کیا آنکھ اوٹھا کر دیکھوں
بس رہا ہی مری آنکھوں میں تماشا کیسا

مجھسے بھی دل لیا غیر کی بھی جان لی
آگیا ہی تمھیں اپنا پرایا کیسا

٨ غیر کا ذکر وفا اور ہمارے آگے
داغ سنتا ہی جلتا ہی کلیجا کیسا ۲۴

ہوئے جو ہوش سنبھالا جہاں شعور آیا
بڑے دماغ بڑے ناز سے غرور آیا

اوسی حیا ادھر آئی ادھر غرور آیا
مری نیاز کی ٹھہرا دور دور آیا

زباں پہ اونکے جو بھولے سے نام حور آیا
اوٹھا کے آئینہ دیکھا انہیں غرور آیا

تمہاری بزم تو ایسی ہی تھی تماشا افزا
رقیب نے بھی اگر پی سمجھ سرور آیا

کہاں کہاں مرے اشتیاق دید نے یہ کہا
وہ جھکی برق تجلی وہ کوہ طور آیا

تری گلی کی زمین اوسقدر ہے پامال — اگر یہان کوئی بیتاب و ناصبور آیا

جہان مین لاکھ حسین ہین تو اونکو رشک نہین — قیامت آگئی جسوقت نام حور آیا

عدو کو دیکھ کے آنکھون مین اپنے خون اترا — وہ جبھی بادہ گلرنگ کا سرور آیا

تری گلی مین ہے یہ بازگشت مثل نفس — کہ جتنی دور گیا واپس اوتنی دور آیا

قسم بھی وہ کبھی قرآن کی نہین کھاتے — یہ رشک ہائے نہین کیون اسمین فرق آیا

پیامبر تری باتون نہین ہم کب آتے ہین — وہان ضرور گیا اور تو ضرور آیا

کہا جب اوسنے تو تیغ کون اٹھاتا ہی — لپکا اوٹھا دل مشتاق ناصبور آیا

پیامبر سے شب وعدہ وہ لگے بیٹھے — بنے بنائے ہوئے کام مین فتور آیا

کسی نے جرم کیا مل گئی سزا مجھکو — کسی سے شکوہ ہوا مجھپہ منہ ضرور آیا

جو ہم کو جوش تو ساغر لبون آگیا چلکر — مری ہی دلکو اوس انجمن مین سرور آیا

گذار دی شب وعدہ اسی توقع پر — مرے بلانیکو اب آدمی ضرور آیا

کہین تھی راہ نمائی کہین تھی راہزنی — کہین ملا کہین مین کارہا کہ دور آیا

لگاوٹین ہین تجلی کی یہ تو اے موسیٰ — کہ سرمہ بنکے جو آنکھون مین کوہ طور آیا

الٰہی شان مصیبت کی آبرو رکھنا
یہ بیکسی میں برے وقت پر ضرور آیا

خدا نخواستہ جو حشر میں تمہارا عاشق
خیال یار میں کوئی نہ بقصور آیا

ترے نصیب کا اہل ہے ہان بھی صبر نہیں
جواب گیا وہ قیامتکی دن ضرور آیا

بنی ہو بزم میں ساقی تو یہ خیال رہے
کسے سرور نہ آیا کسے سرور آیا

شہید ناز بھی عاشق مزاج ہیں یہی ہوں
اسی لئے ملک الموت بنکے حور آیا

۹ وہیں سے داغ نئے بخت کو ملی ظلمت
جہاں سے خضر موسیٰ کے ہاتھ نور آیا ۲۳

کیا لطف ستم یون انہیں حاصل نہیں ہوتا
غنچے کو وہ ملتے ہیں اگر دل نہیں ہوتا

دلکا کوئی حامی دم بسمل نہیں ہوتا
کمبخت کلیجہ بھی تو شامل نہیں ہوتا

کچھ تازہ مزا شوق کا حاصل نہیں ہوتا
ہر روز نئی آنکھ نیا دل نہیں ہوتا

انکار رہا خواب میں بھی وصل سے اسکو
معشوق کسی حال میں غافل نہیں ہوتا

ایسا نہ ہو تو حشر میں تکرار کی ٹھہرے
تو اپنی خطا پر کبھی قائل نہیں ہوتا

جس آئینہ کو دیکھ لیا گھر سے اوسنے
اوس آئینہ سے کوئی مقابل نہیں ہوتا

کیا عشق ہے لغزش ہے کہ وہ پوچھ رہے ہیں
کوئی بھی وہ بستی ہے جہاں دل نہیں ہوتا

غمزہ بھی ہو سفاک نگاہیں بھی ہوں خونریز
تلوار کے باندھے سے تو قاتل نہیں ہوتا

انکار تو کرتے ہو مگر یہ بھی سمجھ لو
بیوجہ کسی سے کوئی سائل نہیں ہوتا

چلنے کا رہ دوست میں ساماں نہیں بنتا
پہنچیں تو ٹھکانا سر منزل نہیں ہوتا

جس دن سے گئی گلگشت نکلتی ہیں وہ گھر سے
رکھتے ہی نہیں پاؤں جہاں گل نہیں ہوتا

کیا ناک میں دم ہو دل دشوار طلب سے
وہ کام بگڑتا ہے جو مشکل نہیں ہوتا

منزل پہ جو پہنچی تو ملی قیس کو لیلی
ناقے سے جدا کیا کبھی محمل نہیں ہوتا

کھل کھیلے ہیں آپ ان سے جا جا کے ہیں بیٹھے
یہ شرم ہے پردے سے تو فیصل نہیں ہوتا

اب دل سے کھٹکتا ہے الگ خار تمنا
کھٹکے کی جگہ پر کوئی شامل نہیں ہوتا

میں اور شب تیرہ و صحرائے خطرناک
رہبر کا پتا ہے نہ نشاں منزل نہیں ہوتا

پہنچاتے ہیں ناداں وہ کیسے ہی تسکین
رکھتے ہیں وہاں ہاتھ جہاں دل نہیں ہوتا

ہیں لیتے بھی ہشیار جگر سی بھی نشتر
جب آنکھ لگاتا ہوں تو غافل نہیں ہوتا

رکھوں ترے پیکان کو کلیجے سے لگا کر
اپنا کبھی ہوتا ہے کبھی دل نہیں ہوتا

مرنی ہی پہ جب آئے تو کیوں ڈوب کے مری
کیا خاک میں ملجانیکو ساحل نہیں ہوتا

دیتی ہین تجھی اہل ہوس نقد دل ایسا
جو تیری غلامون کے بھی قابل نہین ہوتا

یہ داد ملی اونسے مجھی کاوش دل کی
جس کام کی عادت ہو وہ مشکل نہین ہوتا

۱۰

ای داغ کس آفت مین ہین کچھ بھی نہین کہتا
وہ چھینتے ہین مجھسے جدا دل نہین ہوتا

۱۵

جسنے ہمارے دل کا نمونہ دکھا دیا
اوس آئینہ کو خاک مین اوسنے ملا دیا

معشوق کو اگر دل بے مدعا دیا
پوچھے کوئی خدا سے کہ عاشق کو کیا دیا

بی مانگے درد عشق و غم جانگزا دیا
سب کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کا دیا

ناوک ابھی ہے شست مین صیاد کے مگر
اوٹھتی ہین انگلیان وہ نشانہ اوڑا دیا

رکھتے ہین ایسے چاہنے کو تو غیر بھی عزیز
یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا

ملتا ہے لخت دل مجھے سرکار عشق سے
اچھی جگہ غضب ہے کہ ٹکڑا لگا دیا

صرف بنای میکدہ ای شیخ کچھ نہ تھا
اک اک اینٹ کے لئے مسجد کو ڈھا دیا

ملتی ہین تیر چاہ مین دامن سے ڈھنگ
جو کچھ بچا تھا اوسنے مٹا دیا

مضمون شوق چھپ نہ سکا اسکو کیا کرون
گو مینے خط رقیب کے خط مین ملا دیا

دنیا میں اک یہی ہے زیارت گہِ جنوں
خانہ خرابیوں نے مرا گھر بنا دیا

لب خشک ہو رہے ہیں کفِ دستِ شرح میں
لو سچ کہو کہ قول رقیبوں کو کیا دیا

تیر فراق داغ تمنا و رشک غیر
دل ہو جگر ہو کھاتی ہیں سب آپکا دیا

پیکان یار سینے سے کیونکر نکال دوں
یہ ہی خدا کی دین کہ دل دوسرا دیا

تا حشر منکریں قیامت نہ مانتے
تجھکو بنا کے اوسکا نمونہ دکھا دیا

سمجھینگے خوب اوس ستمِ نا آشنا سے داغ
گر ایکبار اور خدا نے ملا دیا

انکار بیکسی نے مجھے کیا مزا دیا
سینے پہ چڑھکی اونسے خنجر ہی پلا دیا

ہر اک کو مستعار دل مبتلا دیا
یوں ہمنے اک زمانیکو عاشق بنا دیا

جو کچھ ہوا تو دل مجھے ای بیوفا دیا
تقدیر نے بگاڑ دیا یا بنا دیا

آخر کو جوش گریہ نے آشنا کیا اثر
نقشِ مراد صفحۂ دل سے مٹا دیا

احسان مانتا ہوں ستمہای غیر کا
بگڑا ہوا مزاج تمہارا بنا دیا

وہ نامراد لطفِ اسیری ہوں ہمصفیر
صیاد نے بھی مجکو چمن سے اوڑا دیا

اپنی تو زندگی ہے تغافل کی وجہ سے
وہ جانتے ہیں خاک میں ہمنے ملا دیا

تھوڑی سی پیکے تلخی مے کا گلا رہا
جب منہ کو لگ گئی تو نہایت مزا دیا

وہ ناز سے زمین پہ رکھتے نہ تھے قدم
تعریف کرکے اور بھی ہمنے اوڑا دیا

کام آ گیا ہجوم رقیبوں کا بزم میں
اوس فتنہ گر کی آنکھ سے مجکو چھپا دیا

تعریف جور اور پھر اس شد و مد کے ساتھ
میری زبان نے مجھے جھوٹا بنا دیا

یون ہو گئی نجات یہ تدبیرین پڑی
ناصح کو ہمنے غیر کے پیچھے لگا دیا

کوئی بھی طول روز جزا سے غرض نہ تھی
میری شب فراق کی ضد نے بڑھا دیا

یارونکا میرے ساتھ ہے مانند برق و ابر
رویا کیا بہت مجھے جسنے ہنسا دیا

انسان جانتے تو نہ لکھتے وہ یہ جواب
کیا جانے نامہ بر نے مجھے کیا بتا دیا

کہنا ہے یہ مرید حاتم ثانی جناب شیخ
کیا جانے میفروش کو حضرت نے کیا دیا

۱۲ سمجھا گیا چراغ سیہ کار دیکھنا
جنت کیسی آگ لگا دی جلا دیا ۲۰

کیسے چہرہ گل کا تبسم نمک افشان ہوتا
کیا ہی سیکا مرے زخموں سے نمکدان ہوتا

موت کا مجھکو نہ کھٹکا شب ہجران ہوتا
میرے دروازے پہ گر ایک دربان ہوتا

گر مرے ہاتھ تری بزم کا سامان ہوتا
میزباں میں کبھی ہوتا کبھی مہمان ہوتا

عشق تاثیر جو کرتا تو نہ پنہان ہوتا
رنج میرا تری چہرے سے نمایان ہوتا

دین و دنیا کی مزی جب ہے کہ دو دل ہوتے
ایک میں کفر اگر ایک میں ایمان ہوتا

دلکو آسودہ جو دیکھا تو نہیں ضد آئی
اس سے بہتر تو یہی تھا کہ پریشان ہوتا

خلد میں غیر ہی عیش کے سامان بیکار
لطف جب تھا کہ یہ مجموعہ پریشان ہوتا

بے نیازی جو ہوئی سیر تمنا سے ہوئی
مجھکو ارمان جو ہوتا تجھے ارمان ہوتا

عشق کچھ کھیل نہیں اے دل آرام طلب
سیکھنا تھا تجھے وہ کام جو آسان ہوتا

کیا غضب ہے نہیں انسانکی انسانکو قدر
ہر فرشتے کو یہ حسرت ہے کہ انسان ہوتا

حشر کے روز تجھے پاس عدالت ہوگا
بخش دیتا جو یہ نہیں جرم تو احسان ہوتا

ہم پڑھی لیتے ہیں کلمہ بت کافر حسن کے
تو نے دیکھا ہی نہیں کوئی مسلمان ہوتا

الفلک ہجر میں گھنگھور گھٹا چھائی ہے
دامن ابر بھی میرا ہی گریبان ہوتا

ذبح کے بعد مجھے لطف خلش رہجاتا
کاش خنجر میں ترے تیر کا پیکان ہوتا

مرضِ عشق طبیبوں نے بہت الجھایا
آخر کار یہ آزار ہی درمان ہوتا

کون ہستی ہے عادت مجھے تنہائی کی
پاس فردوس کے سنسان بیاباں ہوتا

شکر کرتا ہوں ملی نعمتِ غم کھانے کو
آج فاقہ ہی مجھے اے شبِ ہجران ہوتا

ہو گئی بار گراں بندہ نوازی تیری
تو نہ کرتا اگر احسان تو احسان ہوتا

یہ تلاشی لیے رہتا نہ کبھی دستِ جنوں
گر مری جیب کے اندر بھی گریبان ہوتا

۱۳

داغ کو ہمنے محبت میں بہت سمجھایا
وہ کہا مان نہ لیتا اگر انسان ہوتا

۱۳

دل مرا اضطراب نے مارا
اسی خانہ خراب نے مارا

میری آنکھوں سے ہی عیاں ہے مرگ
نرگسِ نیم خواب نے مارا

دیکھ لینا کہ حشر کا میدان
مجھے حاضر جواب نے مارا

یاد کرتے ہو غیر کے اشعار
ہائے اس انتخاب نے مارا

دل لگاوٹ نے کر دیا بسمل
اور پھر اجتناب نے مارا

جسکو ڈھونڈا ملا نہ کعبے میں
ایسے خالی ثواب نے مارا

جان بھی تو نظر نہیں آتی
اب نگاہِ عتاب نے مارا

تھک گئے ہاتھ لکھتے لکھتے خط
اس سوال و جواب نے مارا

جا چکیں خلد میں کہ دوزخ میں
طول روزِ حساب نے مارا

وصل دیکھا اگر وصال ہوا
مجھکو تعبیرِ خواب نے مارا

میری میت پہ کیوں نہ برسے نور
غیرتِ آفتاب نے مارا

مجھکو بیتاب دیکھکر بولے
آپ کے اضطراب نے مارا

دیکھکر جلوہ غش ہوئے موسیٰ
داغ مجھکو حجاب نے مارا

اس کعبۂ دل کو کبھی ویران نہیں دیکھا
اس بت کو کب اللہ نے تنہا نہیں دیکھا

کیا ہمنے عذابِ شبِ ہجران نہیں دیکھا
تمکو نہ یقین آئے تو ہاں ہاں نہیں دیکھا

کیا تونے مرا حال پریشان نہیں دیکھا
اس طرح سے دیکھا کہ مری جان نہیں دیکھا

جب ہاتھ بڑھا وصل میں شوخی سے کسی کا
پھر ہمنے گریبان کو گریبان نہیں دیکھا

ہم جیسے ہیں ایسا کوئی دانا نہیں پایا
تم جیسے ہو ایسا کوئی نادان نہیں دیکھا

راحت کے طلبگار ہزارون نظر آئے
محشر مین کوئی جور کا خواہان نہین دیکھا

نظرون مین سمایا ہوا سامان نہین جاتا
لیلےٰ نے کبھی قیس کو عریان نہین دیکھا

اوس بت کی محبت مین قیامت کا مزا ہی
کافر کو بھی دوزخ مین پشیمان نہین دیکھا

کہتے ہو کہ بس دیکھہ لیا ہمنے ترا دل
دل دیکھہ لیا اور پھر ارمان نہین دیکھا

کیا ذوق ہی کیا شوق ہی سو مرتبہ دیکھون
پھر بھی یہ کہون جلوۂ جانان نہین دیکھا

محشر مین وہ نادم ہون خدا یہ نہ دکھائے
آنکھون نے کبھی وسکو پشیمان نہین دیکھا

جو دیکھتے ہین دیکھنے والی ترے انداز
تو نے وہ تماشا ہی مری جان نہین دیکھا

ہر چند تری ظلم کی کچھہ حد نہین ظالم
پر ہمنے کسی شخص کو نالان نہین دیکھا

گو نزع کی حالت ہی مگر پھیر یہ کہونگا
کچھہ تمنے مرا حال پریشان نہین دیکھا

تم غیر کی تعریف کرو قہر خدا ہے
معشوق کو یون بندۂ احسان نہین دیکھا

کیا جذب محبت ہی کہ جب سینہ سی کھینچا
سفاک تری تیر مین پیکان نہین دیکھا

ملتا نہین ہمکو دل گم گشتہ ہمارا
تو نے تو کہین اے غم جانان نہین دیکھا

جو دن مجھے تقدیر کی گردش نے دکھایا
تو نے بھی وہ اے گردش دوران نہین دیکھا

کیا داد ملی اوس سے پریشانئ دل کی
جس بت نے کبھی خواب پریشان نہین دیکھا

مینے اوسے دیکھا مگر دل نے اوسے دیکھا
تو نے اوسے اے دیدۂ حیران نہین دیکھا

تمکو مرے مرنیکی یہ حسرت یہ تمنا
اچھون کو بُری بات کا ارمان نہین دیکھا

لو اور سنو کہتے ہین وہ دیکھ کے مجھکو
جو حال سُنا تھا وہ پریشان نہین دیکھا

تم مُنہ سی کہی جاؤ کہ دیکھا ہی زمانہ
آنکھین تو یہ کہتی ہین ہان ہان نہین دیکھا

کیا عیش سے معمور تھی وہ انجمن ناز
ہم نے تو وہان شمع کو گریان نہین دیکھا

کہتی ہے مری قبر پہ رو رو کے محبت
یون خاک مین ملتے ہوے ارمان نہین دیکھا

۱۵
کیون پوچھتے ہو کون ہے یہ کسکی ہی شہرت
کیا تمنے کبھی داغ کا دیوان نہین دیکھا
۱۲

تو ہے مشہور دل آزار یہ کیا
تجھپر آتا ہی مجھے پیار یہ کیا

جانتا ہون کہ مری جان سے تو
اور مین جان سے بیزار یہ کیا

پاؤن پر اونکے گرا مین تو کہا
دیکھ ہشیار خبردار یہ کیا

تیری آنکھین تو بہت اچھی ہین
سب انہین کہتے ہین بیمار یہ کیا

کیون مرے قتل سے انکار یہ کیون
اسقدر ہی تمہین دشوار یہ کیا

سر اوڑاتے ہین وہ تلوار دن سے
کوئی کھاتا نہین سرکار یہ کیا

ہاتھ آتی ہے متاعِ الفت
ہاتھ ملتے ہین خریدار یہ کیا

خوبیان کل تو بیان ہوتی تھین
آج ہی شکوۂ اغیار یہ کیا

لے لئے ہمنے لپٹ کر بوسے
وہ تو کہتے رہے ہربار یہ کیا

وحشتِ دل کے سوا الفت مین
اور ہین سیکڑون آزار یہ کیا
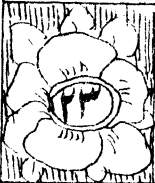
ضعف رخصت نہین دیتا افسوس
سامنے ہی درِ دلدار یہ کیا

باتین سنیے تو بھڑک جائیے گا
گرم ہین داغ کے اشعار یہ کیا
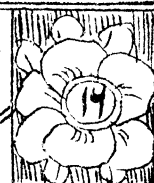
۱۶ — ۲۳

روکنا دلکو کہ شوقِ زلفِ دلبر لیچلا
تھا منا مجکو کہ یہ سودا مرا سر لیچلا

اوسکی محفل سے کہان کیا دلکو کیونکر لیچلا
ہار کر اکبار چھوڑا پھر مکرر لیچلا

نالۂ شبگیر دلکی باتین لیکے باہر لیچلا
یہ بشارت یہ خبر یہ مژدہ گھر گھر لیچلا

باندھکر مشکین خیالِ زلفِ دلبر لیچلا
سانپ کے منہ مین مرا مجکو مقدر لیچلا

چلدیا وہ شعبدہ گر مین یہی کہتا رہا
اسکو لینا وہ کوئی دلکو چرا کر لیچلا

ابر رحمت کا ہوا اہل جہنم کو گمان
سوی دوزخ مین جو اپنا دامن تر لیچلا

وہ ستمگار اپنے گھر مجھکو ہی یہ کشمکش
ضبط کی کھینچا ادہر دل سوی دلبر لیچلا

رشک دشمن نے مجھے آنکھین دکھائین دور سے
شوق نظارہ جو سوی روزن در لیچلا

دلکی باتین دل ہی جانے بیخودی سے شوق مین
کسطرح لایا خدا جانے یہ کیونکر لیچلا

پھر بلایا پھر کہا کچھ پھر او رخصت کیا
نامہ بر جب سے تو انکا میری دفتر لیچلا

کیا ہوا کس سخت جانی سے ہو گئی قاتل کو گلا
چھانٹ کر دس بیس مین جو ایک خنجر لیچلا

سیکڑون جوہر شہادت ہین مرے داغ گناہ
مین عدم کو خود بنا کر اپنا محضر لیچلا

آدمی کی کیا ہے طاقت جو ہوا کا ساتھ دے
ٹھوکرین کہا کر گرا جب مجھکو رہبر لیچلا

خوب رضوان سے در فردوس پر جھگڑی ہے تو
جب بت کافر کو مین دل مین چھپا کر لیچلا

کاتب اعمال سے محشر مین ہو گی گفتگو
اسلیے مین آپ اپنا حال لکھکر لیچلا

کوئی دامنگیر تھا کوئی گریبان گیر تھا
اوسکو اپنے ساتھ جب مین روز محشر لیچلا

پوری اتری یہ قیامت نہین مجھکو امید
ایک وڑا مین تری قد کے برابر لیچلا

بار عصیان کسقدر ہی آدمی جزو ضعیف / یہ گرا دیگا جو اتنا بوجھ سر پر لیچلا

آنسوؤنکا قافلہ چلنے لگا نالیکے ساتھ / یہ جرس آواز پر اپنی لگا کر لیچلا

اوسکی چتون پھرتے ہی محفلمین ہلچل پڑ گئی / مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر لیچلا

منزل مقصود تک پہنچی بڑی مشکل سے ہم / ضعف نے اکثر بٹھایا شوق اکثر لیچلا

وای قسمت اب نہ آئیگا نہ لائیگا جواب / لیچلا خط بھی تو صیدی کا کبوتر لیچلا

۱۷ ۔ یہ حسین یہ مہ جبین یہ شہر ایسی لہر بہر / داغ کلکتہ سے لاکھون داغ دلپر لیچلا ۔ ۱۰

کسنے کہا کہ داغ وفادار مر گیا / وہ ہاتھ ملکے کہتے ہین کیا یار مر گیا

دام بلای عشق کی وہ کشمکش رہی / اک اک پھڑک پھڑک کے گرفتار مر گیا

میرے ہی دم سے زندہ ہی آزار عشق کا / مین مر گیا اگر تو یہ آزار مر گیا

محجوب کر نہ جرم وفا پر کہ لطف کیا / شرم گناہ سے جو گنہگار مر گیا

بیدادگر ادہر بھی گیا حسرت ستم / جب اپنی موت کوئی دل آزار مر گیا

بدتر ہی موت سے بھی زیادہ یہ زندگی / وہ جی گیا جو عشق کا بیمار مر گیا

ہے تری جنس حسن مین تاثیر زہر کی
جسکی نظر پڑی وہ خریدار مر گیا

آنکھین کھلی ہوئی ہین پس مرگ اسلئے
جانے کوئی کہ طالب دیدار مر گیا

جب سے کیا ہے آپنے اقرار جی گیا
جسنے سنا ہے آپ سے انکار مر گیا

۱۸ کس بیکسی سے داغ نے افسوس جان دی
پڑھکر تری فراق کے اشعار مر گیا ۱۶

جگر کو تھام کے مین بزم یار سے اوٹھا
ہر اک قرار سے بیٹھا قرار سے اوٹھا

ہمارے دل سے وہ تنہا اوٹھا لیا ظالم
ترا ستم جو نہ اک روزگار سے اوٹھا

ہوا نہ پھر کبھی روشن زمین تک تو دیکھو
کوئی چراغ جو میرے مزار سے اوٹھا

شب فراق اجل کی بہت دعا مانگی
جگہ سے مین نہ ترے انتظار سے اوٹھا

ہوا ہے خون کی چھینٹوں سے پیرہن گلزار
ترے شہید کا لاشہ بہار سے اوٹھا

ہمارے خط مین وہ مضمون سرگرانی تھا
کہ ایک حرف نہ اوسکا غبار سے اوٹھا

تمہارے جھوٹ نے بے اعتبار سب کو کیا
کہ جیسے ایک سے اوٹھا ہزار سے اوٹھا

اوسی کے راہ گذر مین لگا کے سو چکر
جو گرد باد ہماری غبار سے اوٹھا

گلہ رقیب کا سنکر جھکی رہین آنکھین
حجاب کب نگہہ شرمسار سے اوٹھا

ترس رہے تھی شرا کی کہ اونگلیان اوٹھین
وہ ابر رحمتِ پروردگار سے اوٹھا

کسی نے پای حنائی جو ناز سے رکھا
بھڑک کے شعلہ ہمارے مزار سے اوٹھا

رہی وہ حسرتِ دنیا کہ صبح محشر بھی
مین اپنے ہاتہونکو ملتا مزار سے اوٹھا

بچھوڑتا اگر اونکی قدم وہ کیون جاتی
مگر نہ ہاتھ دلِ بیقرار سے اوٹھا

وہ فتنہ فتنہ ہی وہ حشر حشر ہی آ باز [?]
جو بزم یار سے جو کوئی یار سے اوٹھا

[illegible] دل غیر کو چنکر
یہ داغ کب دلِ امیدوار سے اوٹھا

١٩

عدو کی بزم مین دیکھو تو داغ کے تیور
ذلیل ہو کے بڑے افتخار سے اوٹھا

١١

دل مبتلائی لذت آزار ہی رہا
مرنا فراق یار مین دشوار ہی رہا

ہر دم یہ شوق تھا اوسی قربان کیجیے
مین وصل مین بھی جان سے بیزار ہی رہا

احسان عفو جرم سے وہ شرمسار ہون
بخشا گیا مین تو بھی گنہگار ہی رہا

ہوتی ہین ہر طرح سے مری پاسداریان
دشمن کے پاس بھی وہ مرا یار ہی رہا

اون سہیلیون نے ٹالدیا کچھہ نہ کہہ سکے
ہر چند اونکو وصلکا اقرار ہی رہا

زاہد کی توبہ توبہ ہی گھونٹ گھونٹ پر
سو بوتلین اوڑا کی بھی ہشیار ہی رہا

دیکھین ہزار شان مسیحا کی صورتین
اچھا رہا جو عشق کا بیمار ہی رہا

صدقے مین تمنے چھوڑدئے ہین بہت اسیر
مین بھی رہا ہوا کہ گرفتار ہی رہا

لذت وفا مین ہے نہ کسیکی جفا مین ہے
دلدار ہی رہا نہ دل آزار ہی رہا

جلوہ کے بعد وصلکی خواہش ضرور تھی
وہ کیا رہا جو عاشق دیدار ہی رہا

کہتے ہین جلکے غیر محبت سے داغ کے
معشوق اسکے پاس وفادار ہی رہا

حشر مین بھی مبتلا اوسپہ جہان ہو جائیگا
جو یہان ہوتا ہے وہ اک دن وہان ہو جائیگا

دل سے بھی باتین نہین کرتا کبھی مین اسلئے
وہ ستمگر بدگمان یہ راز دان ہو جائیگا

آستین سے پونچھئے بھیگے ہوئے آنسو مرے
ہاتھہ تیرا مجھہ پہ اے قاتل روان ہو جائیگا

اونکی گھر سے جب بگڑ کر مین چلا تو یہ کہا
آپکے جانے سے کیا سونا مکان ہو جائیگا

حسن تیرا عشق میرا ابتلائے روزگار
آفت آجائیگی یہ چرچا جہان ہو جائیگا

دلکو مدت مین کیا تھا خوگر طرز ستم
کیا خبر تھی وہ یکایک مہربان ہو جائیگا

چپ رہو ہمین حشر مین آئی اچھی کہی
ہو سکیگا حال دل جتنا بیان ہو جائیگا

سخت جانی تیری تیغ نکو رلا دیگی لہو
ہر لب سوفار چشم خونفشان ہو جائیگا

دیکھ لینا آرزو ی وصل مین مایہ وصال
بیٹھے بیٹھے یونہی اک دن ناگہان ہو جائیگا

۲۱

داغ کو ہم یہ نسمجھے تھے کہ تیرے عشق مین
ہاے ایسا شخص یون بے خانمان ہو جائیگا

۱۳

ارمان بھرے دلکا نہ یون نام نکلتا
ناکامی جاوید سے بھی کام نکلتا

گر سلسلہ نامہ و پیغام نکلتا
تو اے دل ناکام بڑا کام نکلتا

وہ چپ ہی رہے ورنہ مرے ذکر کا پہ
تعریف مین بھی پہلوے دشنام نکلتا

ہوتا ہی حسینونکا یہی قت و تماش
ورنہ مہ کامل نہ سر شام نکلتا

وہ کاش مرے قتل کو آتی مگر آتے
ارمان تو اے گردش ایام نکلتا

فرہاد کو آتی نہ کبھی سینہ خراشی
گر لاکھ برس ہاتھ سے یہ کام نکلتا

معلوم ہم تھا یون ہی باتین ہین کہاتین
آغاز مین کیا عشق کا انجام نکلتا

کیا حضرت زاہد ہی بنے پیر مغان آج
میخانہ سے باہر نہین اک جام نکلتا

گھبرا کے نکلتا نہ ترا ناوک دلدوز
پہلو مین اگر گوشۂ آرام نکلتا

آنکھون مین تو رہتی ہین وہ کاجل بھری آنکھین
آنکھون سے نکلون خون سیہ فام نکلتا

دشمن کی ندامت نے انہین پیار دلایا
ایکاش مرے ذمّے بھی الزام نکلتا

پیغامبر اوس شوخ کو لایا مجھی لیجیل
خالی تری باتون سے نہین کام نکلتا

۲۲ ای داغ سناتی غزل اوس شوخ کو ہم بھی
گر شعر کوئی قابل انعام نکلتا ۱۱

ہے رشک کہ اغیار کو دیکھا اوسی دیکھا
ہر چشم خریدار کو دیکھا اوسی دیکھا

تصویر رخ یار کو دیکھا اوسے دیکھا
خورشید پر انوار کو دیکھا اوسی دیکھا

مشتاق سے کھلتا ہین محبوب کے انداز
ہر طالب دیدار کو دیکھا اوسی دیکھا

حیرت سے تیری دیکھنے والیکی یہی شکل
جس شخص نے دیوار کو دیکھا اوسی دیکھا

کیا فتنۂ محشر مین ہے جو اون مین نہین ہے
ظالم تری رفتار کو دیکھا اوسی دیکھا

دیکھا نہ اوسے دیکھکے ہوش اوڑ گئی تیرے
ناصح بت عیار کو دیکھا اوسی دیکھا

کہدی ارنی گو سے کوئی جا کے سر طور
گر شعلۂ رخسار کو دیکھا اوسی دیکھا

عاشق کو یونھی دیکھتے ہین دیکھنے والے
ہر مرتبہ تلوار کو دیکھا اوسی دیکھا

وہ آنکھہ دکھائین یہ تمنا نہین ہمکو
جیسے کسی بیمار کو دیکھا اوسی دیکھا

آنکھہ اپنی لڑی رہتی ہے محفل مین کسی سے
بیتاب جو دو چار کو دیکھا اوسی دیکھا

ای داغ اوسی شوخ کے مضمون سے بہرے ہین
جسنے مرے اشعار کو دیکھا اوسے دیکھا

۲۳ — ۱۶

دیکھہ لیگا یہ مزا حشر مین جو جائیگا
آپ جو حکم کرینگے وہی ہو جائیگا

کیا مرے قتل کا دن پردہ نشین جائیگا
بیٹھہ کر اہل عزا مین کوئی رو جائیگا

لیکے دل دو گے تو دو بجھ مجھے ہو جائیگا
تم ذرا اوس سے بھی یہ پوچھتے تو جائیگا

چین آئے اسے تکیہ ترے سر کا نبکر
کاٹ ڈالونگا مرا ہاتھہ جو سو جائیگا

غیر آیا ہے عیادت کو اگر آسنے دو
وہ بھی کمبخت مری جان کو رو جائیگا

آسمان ہو کہ زمانہ ہو غرض کوئی ہو
تم جسے دوست بناؤگے وہ ہو جائیگا

نامہ بر دیدہ بیمار ہمارا لیجا
یہ تو جاگے گا جو تو راہ مین سو جائیگا

کیسے کیسے نگہبان نہ آپ پر اسے دلکی
مفت کا مال ہے کھو جائیگا کھو جائیگا

حشر تک بات بنائیگی جو تم چاہوگے
گھر کا گھر ہی مین ابھی فیصلہ ہو جائیگا

کہہ گیا ساقیِ شاعر یہ چلتے چلتے
آپ جو رنگ مین ڈوبیگا ڈبو جائیگا

یہ وہ حالت ہی کہ ہنستونکو رولا دیتی ہے
جو ہنسانی مجھے آئیگا وہ رو جائیگا

فیصلہ آج کئی لیتے ہین کچھہ ہو جائے
لیسہی لینے خوشی رنج تو ہو جائیگا

روز جمتین ہین صفین نامہ برونکی بیکار
نہین جمتا وہ کمر ذہن مین جو جائیگا

خطکی تو نقل کہن قاصد کی ادا ولن تصویر
یہ بھی گم ہوگا مرا نامہ بھی کہو جائیگا

وصل کے باب مین کیہ عمر تو ہنسکر بولے
کیون مری جاتی ہو ہو جائیگا ہو جائیگا

داغ تم داغ جدائی کے گلے کرتے ہو
چار چھینٹون مین وہ چلتے ہوئے دہو جائیگا

۱۰ ۲۴

رسکے جو کام تو بیداد رس نہین چلتا
پرائے بس مین ہی کچھہ اپنا بس نہین چلتا

ہمارے سینے مین پھر دن نفس نہین چلتا
حباب سنے رو کدیا کہ کے بس نہین چلتا

دکھائین کوچہ قاتلمین جانثارونکو
ہماری ساتھہ کبھی بوالہوس نہین چلتا

بہت ہمارے ٹہرنی سے تنگ ہی صیاد
کہ چاردن سے زیادہ قفس نہین چلتا

گذر گئی ہین جو دن ہجر آئینگی ہرگز
کہ ایک چال فلک کے برس نہین چلتا

مریض غمسے چلی پیش کیا طبیبونکی
بغیر حکم الٰہی نفس نہین چلتا

وہ شہسوار ہے بہت اپنے دلمین حیران ہے
کہ میری خاک سے آگے فرس نہین چلتا

وہ بدگمان ہے مری نازنین مرا صیاد
کہ اپنے ہاتھہ مین لیکر قفس نہین چلتا

کبہی ادہر تو کبہی ہے ادہر وہ شہسوار
یہ بانکپن ہے کہ سیدہا فرس نہین چلتا

٢٥

ملے جو داغ تو کیسا بنائین ٹہیک اوسی
ہزار کوس سے کچھہ اوسکا بس نہین چلتا

١٠

ایکہی شکوہ ہجران وصل کا برہم ہوا
کیا ہنسی مین رنج پہیلا کس خوشی مین غم ہوا

حال میرا دوسرا گویا مزاج یار ہے
یہ سنبہالے کی نہ سنبہلیگا اگر برہم ہوا

ناامیدی تیری صدقے تو نے دی راحت مجہی
کم ہوا جب ایک ارمان ایک دشمن کم ہوا

بے اثر ہو تو بہی طوفان ہین دریا تو
حسرت اوس آنسو پہ ہے جو قطرہ شبنم ہوا

چارہ درمان سے بہی ہے کہ ادہر ہی ولگی چوٹ
تہوڑی تہوڑی لطف سے بہی درد دل کم ہوا

آگے آگے رنگ لائیگا ابہی مضمون غم
نامہ بر کہتا ہے اک اک لفظ پر ماتم ہوا

دردِ دل معشوق کا غم ہے نہیں اے چارہ گر
یہ نہ بڑھکر کم ہوا جب کم ہوا تو سم ہوا

صبح ہجر اینٹھین وہ ہم غمگین اودھر ادھر لٹکایا گال
آئینے سے کہتے ہین یہ کیا مرا عالم ہوا

۲۶

داغ پھر اس آفتِ جان سے بڑہائی رسم و راہ
پہلے تھوڑا رنج پایا پہلے تھوڑا غم ہوا

۹
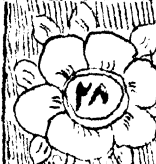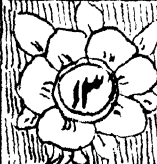
کہو جب تم یہ ہے بیمار میرا
تو کیونکر دور ہو آزار میرا

یہی دل باعثِ آزار میرا
یہی غمخوار میرا یار میرا

پیام شوق بھی قاصد ادا ہو
نہ آئے نام بھی زنہار میرا

جُدائی مین یہی ہوگا کوئی مطلب
وہ کرتے ذکر کیون بیکار میرا

مجھے کوسین بلا سے گالیان دین
مگر وہ نام لین سو بار میرا

کہون گا حشر مین یہ کون ہین کون
ہزار دیجائیگا انکار میرا

خدا سے حشر کے دن وہ پکارے
کہان ہے طالبِ دیدار میرا

قیامت ہو سُنے وہ سر جھکائے
خدا کے سامنے اظہار میرا

مجھے تم جانتے ہو داغ ہون مین

۲۷ کہین جاتا ہے خالی وار میرا ۱۶

جب جوانی کا مزا جاتا رہا
زندگانی کا مزا جاتا رہا

وہ قسم کھاتے ہین اب ہر بات پر
بدگمانی کا مزا جاتا رہا

داستانِ عشق جب ٹھہری غلط
پھر کہانی کا مزا جاتا رہا

خواب مین تیری تجلی دیکھ لی
لن ترانی کا مزا جاتا رہا

مٹ گئی اے داغ فرقت کی جلن
اس نشانی کا مزا جاتا رہا

چھٹ سکے برسات مین کیونکر شراب
سرد پانی کا مزا جاتا رہا

درد نے اوٹھکر اوٹھایا بزم سے
ناتوانی کا مزا جاتا رہا

غیر پر لطف و کرم ہونے لگا
مہربانی کا مزا جاتا رہا

کوئی تجھپر بے غرض مرتا نہین
جانفشانی کا مزا جاتا رہا

آپ وہ اپنی نگہبان بن گئے
پاسبانی کا مزا جاتا رہا

دوسرا کوئی نہ تجھسا بن سکا
نقشِ ثانی کا مزا جاتا رہا

جب شرابِ کہنہ مین پانی ملا
اس پرانی کا مزا جاتا رہا

دو سرا ہو رہا پڑا قاتل کا ہاتھ
سخت جانی کا مزا جاتا رہا

نامہ بر سے طے کئے ساری پیام
منہ زبانی کا مزا جاتا رہا

کوئی دن کی اب ہوا کہاں ہیں ہم
دانے پانی کا مزا جاتا رہا

۲۸

داغ ہی کے دم سے تھا لطفِ سخن
خوش بیانی کا مزا جاتا رہا

۱۳

وہ جانا پھیر کر چتون کسیکا
ہمارے ہاتھ میں دامن کسیکا

غبار آلودہ ہیں پائے حنائی
مٹا کر آئے ہو مدفن کسیکا

زمانے کے چلن سیکھے ہیں تو نے
کسیکا دوست ہے دشمن کسیکا

دلِ ویران کو جب دیکھا تو بولے
یہ ہے اوجڑا ہوا مسکن کسیکا

کہا غنچے سے مرجھا کر یہ گل نے
ہمیشہ کب رہا جوبن کسیکا

پڑا تھا ہائے کس کمبخت کے ہاتھ
کہ ہے نکلا ہوا دامن کسیکا

کلیجا تھام لوگے جب سنوگے
نہ سنوائے خدا شیون کسیکا

کرے گی طور پر اک اور بجلی
چمکتا ہے رخِ روشن کسیکا

گئے وہ جانب گور غریبان / برابر ہو گیا مدفن کسیکا
مرے ماتم میں وہ آئیں تو کہنا / کریں غم آپکے دشمن کسیکا
کسیکا دم نکلتا ہے کسی سے / کسی پر حال ہے روشن کسیکا
تجلّی روزنِ دل سے عیاں ہے / جھروکے سے ہوا درشن کسیکا

۲۹ وہ پھرتے دیکھتے ہیں داغ کیا داغ / کسی کی سیر ہے گلشن کسیکا ۹

گیا ہے عرش معلّیٰ پہ شور نالوں کا / خدا بھلا کرے آزار دینے والوں کا
انھیں جو بحث قیامت سے ہے قیامت کے / عجیب حال دگرگوں ہے پائمالوں کا
وہ اپنا دست حنائی بھی کھینچ لیتی ہیں / علاج کون کرے سینۂ دل کے چھالوں کا
اِدھر سے پرسشِ اعمال ہو گئی پہلے / جواب پہلے نہیں تھا مرے سوالوں کا
فلک پہ شمس و قمر ہیں چمن میں لالہ و گل / مگر جواب کہاں ہے تمہارے گالوں کا
کہا یہ برق تجلی سے طور نے جلکر / ہمارا کیا ہے یہ حصہ ہے خوش جمالوں کا
ہر ایک مار سیہ زلف و گیسو و کاکل / تمہارے بال ہیں یا کھیت ہے یہ کالوں کا

کہیں نہیں تری درگاہ کی سوا یارب
فلک زدونکا ٹھکانا خراب جانونکا

۳۰

وہ پھول والونکا میلہ وہ سیر پھولدی داغ
وہ روز جھرنے پہ جمگھٹ پری جمالونکا

۹

ردیف باے موحدہ

بزم میں آخر شب ہے سفر جام شراب
شام غربت ہوئی ساقی سحر جام شراب

مست و سرشار کو سرشار بنایا کیسا
نہ تھمی دست سبو سے کمر جام شراب

کثرت مجمع اغیار سے محروم رہا
نہوا بزم میں مجھ تک گذر جام شراب

محتسب لیگا جواب اپنی ستم کا تو کیا
کل جو کوثر پہ ہوا دادگر جام شراب

یہ بھی اک محتسب لال پری کا اثر
اڑ کے کھینچی ہے جو مجھ تک خبر جام شراب

خون کر دیگا مری پیاس اے ساقی
کوئی پتھر کا نہیں ہے جگر جام شراب

بزم دشمن میں رہے آج تو صوفی بنکر
سرخ آنکھوں میں کہاں ہے اثر جام شراب

مے گلرنگ بنا ہجر میں خونابۂ دل
شیشۂ ناسور ہوئی چشم تر جام شراب

نہیں معلوم کہ اے داغ تو ہے کس میں مگن

۳۱ — نہ تلاشِ بت ہوش نہ سرِ جامِ شراب — ۱۴

میرے بھی منہ سے مہر و وفا کا نشان ہے اب
سمجھا اگر نہیں ہے تو سمجھا کہاں ہے اب

اک اک گھڑی ہے دس برس کی اک اک برس مجھے
تم دو گھڑی کو مہرِ زبان ہے اب

کیا مر گیا ہوں دیکھ کے دوا دے چارہ گر مجھے
اونکی زبان سے میری وفا کا بیان ہے اب

آخر یہ ہو گیا دہنِ تنگ کا جواب
گنجائش ان کی آپکے دل میں کہاں ہے اب

اس حال کو پہنچ گئیں دل کی خرابیاں
تیرا مکان ہے نہ خدا کا مکان ہے اب

باقی ہے آدمیت اگر اسکا کیا جواب
کعبے سے وہ یہ کہتے ہیں وقتِ اذان ہے اب

سینے پہ میرے دستِ تسلی اوٹھائیے
یہ بھی دلِ نحیف کو بارِ گران ہے اب

دیکھو ذرا سی شرم نے سب کچھ مٹا دیا
وہ آنکھ وہ نگاہ وہ چتون کہاں ہے اب

بعدِ فنا بھی دور مکدر کیا اوسے
میرا غبار میرے لئے آسمان ہے اب

یہیں کیا کہ اوس نے غیر کو روکا ہے بارہا
چلتا ہوا رقیب سے بھی پاسبان ہے اب

کیا لطف دوستی کہ نہیں لطف دشمنی
دشمن کو بھی جو دیکھئے پورا کہاں ہے اب

اس دور میں نصیب کہاں عیشِ جاودان
غم بھی اگر ملے تو وہی ارمغان ہے اب

قاصد کی خاک آئی ہی اوڑ کر ہوا کے ساتھ
ہر پرزہ پرزہ نامہ کا برگ خزاں ہوا ہے

یہ کیا لکھا کہ حشر کے دن آزمائینگے
میں خوب جانتا ہوں کہ امتحاں ہوا ہے

لو اور سنئے شکوہ وصلِ رقیب سے
وہ صاف صاف کہتے ہیں صحبت کہاں ہوا ہے

لایا ہی مجھکو بخت رسا بزم عشق میں
مجھسے ڈرو کہ دست مرا آسماں ہوا ہے

۲۲

تمکو یقین نہیں تو نہو اسکا کیا علاج
مجھکو تو داغ تمسے بہت بدگمان ہوا ہے

۱۵

ردیف تای فوقانی

عالم یاس میں گھبرا گئے انسان بہت
دل ستمگر ہے تو حسرت ہے بہت ارمان بہت

قتل سے پہلے نہ پایا شکر جفا نے مجھکو
کام آئے ہیں مرے وقت میں اوسان بہت

غیر کیوں اسطرح تم سے بہل گئے
کچھ دوا کیجئے ہے آپکو نسیان بہت

ہو گیا روز کی صحبت کا گلہ سمجھے
لگ کے ٹوٹی ہوئی ہے آتی ہی پیکان بہت

کاش دو چار ہزاروں میں تو ہوتا کا عشق
ہمنے دیکھے ہیں کہیں کچھ نہ مسلمان بہت

سر اوٹھاتے نہیں تو شرم جفا ظالم
یاد کیجے ہے کسی کمبخت احسان بہت

تم کہ بیداد کرو اور نہ شرماؤ ذرا
ہم کہ ناکردہ گنہ اور پشیمان بہت

حسرتیں روز نئی دل میں بھری جاتی ہیں
تھوڑی تھوڑی بھی ہو جاتی ہیں مہمان بہت

سوچیے دل میں تو ہے عشق نہایت دشوار
نہ سمجھیے تو یہی کام ہے آسان بہت

وعدہ کرتے ہی پلٹ جاؤ ہم ایسے خوش ہیں
دلِ غمگیں کو خوشی کی تو ہے اک آن بہت

دیکھیے کس طرح بہلاؤں تجھے اے پردہ نشیں
بیخودی میں بھی تو رہتا ہے ترا دھیان بہت

رنگ لائیگا ترا دستِ حنائی کافر
ایکدن لائینگے اس ہاتھ پہ ایمان بہت

حسرتیں لے کے چلی روح عدم کو لیکن
اس مسافر سے چلیگا نہ یہ سامان بہت

شعر کی باتیں ہیں حضرتِ داغ تاثیر
یہ مسلم کہ پڑھا آپ نے قرآن بہت

بزمِ احباب میں آ داغ کبھی ہنس بول
دیکھتے ہیں تجھے ہر وقت پریشان بہت

ردیف دال مہملہ

تیری گلی سے گو ہو صبا یا نسیم بند
ہو گی نہ بوی کاکلِ عنبر شمیم بند

آواز ناگہ سے ہو گئی میری ندیم بند
رکھتا نہیں ہے کام کسی کا کریم بند

ہوگا دمِ اخیر بھی لب پر مرے الم
ہو گی زبان پڑھ کے الٓم میم بند

بخشے گئے تو حشر مین ہم سیر مین رہے
آخر کو ہوگئے درِ خلدِ نعیم بند

جو خود نہ کہا سکے وہ کہلائے کسیکو کیا
رہتا ہے راتدن درِ گنجِ لئیم بند

قاتل کی طرز نیم تبسم اوڑائی ہے
لب نیم وا ہین زخمِ جگر کے تو نیم بند

ایسی سُنی ہین ہمنے بہت لن ترانیان
رو کے سے کب ہوئی ہے زبانِ کلیم بند

رو کے سے کوئی رکتی ہین مژگانِ خونفشان
باندھے سے بھی نہو کبھی دستِ کریم بند

پھر ایسی کوئی راہ نکلا ہے دیکھئے
دروازہ گھر کا نیم ہوا اور نیم بند

ہم بحرِ اشک روک کے رکھتے ہین آنکھ مین
کوئی کرے تو کوزے مین دریا حکیم بند

یون میرے دلمین گھر کئے رہتی ہین حسرتین
ہو جائے جیسے قلعے مین فوجِ غنیم بند

۴۲

ای داغ اوس سے جور و جفا کا گلا عبث
تجھ سے کبھی ہوگی نہ رسمِ قدیم بند

۱۴

ردیف راے مہملہ

جوابِ وصل نکلا آپکے منہ سے نہین ہنسکر
شکایت بھی نہین آتی ہے اب آفرین ہنسکر

مکدر ہمکو رکھنا تھا تو یوں ہی رکھ لیا تھا
کدورت دلمیں رہتی آدمی کے کوچہ کی زمیں ہوکر

جو کرتے بیدردی مجنونکی ہم کیا ہمکو سودا تھا
مگر وہ دلمیں بیٹھا لیلی محمل نشیں ہوکر

رموز عشق سے واقف نہیں وہ سچ کہا حاسد
وہی آنا بھی چھٹ جائیگی ہوے ہمیں ہوکر

خیال نازکی سے کوئی نالہ کر نہیں سکتا
ہزاروں آفتوں سے بچ گئے تم نازنیں ہوکر

یہاں ہم بدنصیبوں کے جو حصہ میں نہیں آئی
الٰہی ہوگئی کیا خوبی قسمت حسیں ہوکر

شراب عشق کی ہمنے عجب تاثیر دیکھی ہے
بگڑ کر یہ کہیں دیتی ہے کیفیت کہیں ہوکر

کدورت سے بری ہے جو محبت پاک ہوتی ہے
یہی وہ عطر ہے جو روح ٹھہرتی زمیں ہوکر

نہیں ہے عقل تا اثر خجلت سے ترک کر نہیں سکتے
رہی ہے آہ سینہ میں لگا ہے شرمگیں ہوکر

خراش سینہ یہ دست وحشت گل کھلا دیتا
بگاڑا جیب نے جیب آستیں نے آستیں ہوکر

کوئی معشوق سے ایسی بردستی بھی کرتا ہے
کہ تیرا نام چھپتا ہے مرے دلمیں نگیں ہوکر

تمہارے لب کے آگے خندہ گل کا نہ نقشہ ہے
کہ جس صورت کوئی بدشکل ترا ہی حسیں ہوکر

عتاب آلودہ چہرے کی وا پر کو ہوتی ن قاتل
مرے دلپر چھری پھرتی تری چین جبیں ہوکر

یہ سنتی ہی ہوا اک شور برپا دلکی محفلمیں

(۲۵) گئی تھی آنکو کیا داغ دیوانی تمہین بنکر (۲۵)

مٹ گئے عشق مین گھر سیکڑون ویران ہوکر
پھر گئی آنکھ تری گردشِ دوران ہوکر

کیون نہ مرجاؤن اسی چھیڑ پہ قربان ہوکر
دلمین چبھتی ہی تمنا تری مژگان ہوکر

جب کہین جاتی ہو آتے ہو پشیمان ہوکر
تمکو جانا نہین آتا ابھی مہمان ہوکر

اوسکو حسرت نہ رہی دشمنِ ایمان ہوکر
کوئی دن دیکھلو ای داغ مسلمان ہوکر

ہمتو اوس داغ کی قائل ہین جو چمکی تا حشر
دل کی پردے مین چراغ تہِ دامان ہوکر

دردِ سر ہونے لگا سنکے زیادہ تعریف
اوٹھ گئی آج وہ محفل سے پریشان ہوکر

سانس بیتاب قدم تیز پریشان نظر
آئے ہو کیا طرفِ گورِ غریبان ہوکر

بخیہ گر عیسیٔ مریم ہو تو کیا کام مجھے
غیر کے ہاتھ پڑے میرا گریبان ہوکر

خیر بہتر ہے تغافل ہی سہی سن لینا
جان پر کھیل گیا کوئی پریشان ہوکر

مصلحت سے نہ کیا جور تو کیا تو بھی
آدمی توبہ کرے دلسے پشیمان ہوکر

نالے رہجاتی ہین رک رک کے مرے سینے مین
تیر بیٹھا ہی ترا حلق کا دربان ہوکر

یہ ہنر دستِ جنون کا یہ سلیقہ دیکھو
دھجیان اوڑتی ہین انکی گریبان ہوکر

کس خرابی میں ہیں آئینہ محبت والے
یہ بگڑتا ہی مرض قابل درمان ہو کر

غیر کی خاک ترے کوچہ میں بیشک ہوگی
اشک برستے ہیں مری آنکھ سے پیکان ہو کر

دیکھنے والے ہی سو عیب لگا دیتے ہیں
کوئی جو چاہے کرے آنکھ سے پنہان ہو کر

اپنے ہاتھوں سے وہ خط چاک کرے گا قاصد
یہ رہیگا مری سینہ پہ گریبان ہو کر

کیوں نہ زیر فلک طالع دشمن کو فروغ
بخت چمکا ہی چراغ تہِ داماں ہو کر

ضعف سے خوش ہوں کہ جب ملتے تھے گھبراتے ہم
انگلیاں چبھ گئیں دل میں کبھی مژگان ہو کر

اس نزاکت سے ڈر ہے کہ گلی پر میرے
تیری تلوار نہ رہجائے گریبان ہو کر

تیری حسرت مجھے لائی ہے تری محفل میں
میں نہ نکلونگا کبھی غیر کا ارمان ہو کر

ہائے ویرانئ دل بے سر و سامانی دل
تیرا ارمان بھی پچھتائے یہاں مہمان ہو کر

نور کس کا ہے مرے دل میں سحر آہ کی ساتھ
رہ گئی برق تجلی ہی نمایان ہو کر

پاس ہنسی کی محبت بھی تو ہو جاتی ہے
کیوں کہیں جائے ہماری شب ہجران ہو کر

تجکو معلوم بھی ہے رات کو در پر تیرے
نالے کرتا ہے کوئی روز غزلخوان ہو کر

داغ تو کعبہ سے جاتا ہے جو بتخانے کو

۳۶ شرم آتی نہین کمبخت مسلمان ہو کر ۱۲

دل نکلے کسطرح تری پیکانکو چھوڑکر
جاتا ہی گھر سی کوئی بھی مہمانکو چھوڑکر

دستِ جنونکا اور کرین چارہ گر علاج
سر پیٹتا ہون جیب و گریبانکو چھوڑکر

اک پل کی زندگی بھی غنیمت ہی دار پر
ملتی ہین اشک خاک مین مژگانکو چھوڑکر

اہل عدم سی کہدو مروت سی دور ہی
تنہا نجاؤنگا شب ہجر انکو چھوڑکر

آیا ہون تیرے دام مین صیاد باغ سی
اپنی مراد پہ گل و ریحانکو چھوڑکر

قاتل خدا کیواسطے اِک زخم اور بھی
تلوار پھیر سینۂ نالان نمکدان کو چھوڑکر

پوچھا جو اسنے آگئی کب ہنسی کی چوٹ
چھیڑے ہے اپنی زلف پریشانکو چھوڑکر

دیکھی نہوگی سیر کبھی اِس شکار کی
دیکھو رقیب پہ سگ دربانکو چھوڑکر

ظالم تری نگہ نے کیا کام ہی تمام
نشتر چبھوئے ہین تو رگ جانکو چھوڑکر

محشر سے جائین خلد مین یارب کب ہوا
حیرت زدہ ہم اوس حیرانکو چھوڑکر

دنیا مین اور کوئی نہوتا گناہگار
بچتا رہا ہون دامن عصیانکو چھوڑکر

ہرچند رامپور مین گھبرا رہا ہی داغ

(۳۷) کسطرح جائے کا ب علیخان کو چھوڑ کر (۱۵)

جو بل ہی تری زلف گرہ گیر سے باہر
وہ پیچ نہیں ہے مری تقدیر سے باہر

حسرت دل نالان سے نہ نکلی ہے نہ نکلے
نکہت نہوئی غنچۂ تصویر سے باہر

تم گھر سے نہ نکلو کوئی آیا ہی مسافر
تم بات تو کر لو کسی رہگیر سے باہر

حیران ہین خود اپنی اداؤن سے جہان مین
آئینہ سے وہ گھر مین ہین تصویر سے باہر

دربان سے جھگڑے ہی نے بڑا کام نکالا
گھبرا کے وہ نکلی اسی تدبیر سے باہر

در پردہ جو مضمون کیا اوس نے لکھا ہی
ہی کاتب اعمال کی تحریر سے باہر

آئی ہو تو اب صلح سے تم دیکھتے جاؤ
آتا ہے جگر نالۂ شبگیر سے باہر

حسرت ہی تری تجھ سے وفا دار زیادہ
نکلی نہ دلِ عاشقِ دلگیر سے باہر

کہتی ہین مری قبر پہ پھر کیا تو دیکھین
یہ مردہ نکالو کسی تدبیر سے باہر

ای صید فگن دل مین کھٹکتا ہے جو پیکان
سوفار رہی سینۂ نخچیر سے باہر

اوس تیغ نگہ سے وہ ادا ہوتی ہے ظاہر
شمشیر نکل آتی ہے شمشیر سے باہر

دل ناوک مژگان نے جگر تیر نگہ نے
اس تیر سی باہر ہون نہ اس تیر سے باہر

نقش قدم غیر کو اوس کوچہ میں دیکھا
یہ پاؤن نہون حلقۂ زنجیر سے باہر

اک چشمۂ حیوان ہے تو اک چشمۂ کوثر
دو قطرے ہین آب دمِ شمشیر سے باہر
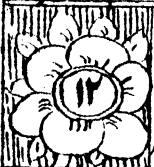
۳۸ ۱۲

دلی سے تو کلکتہ مین پہنچے مگر ای داغ
کیونکر ہون حصار فلکِ پیر سے باہر

غیر بھی میری طرح کرتے ہین آہین کیونکر
مین بھی دیکھون تو پلٹتی ہین نگاہین کیونکر

ٹھہرے عہد جوانی کی امنگ اور ترنگ
دل بھی مانے وہ رقیبونکو نباہین کیونکر
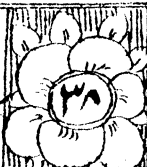
نہ دلاسا نہ تسلی نہ تشفی نہ وفا
دوستی اوس بت بدخو سے نباہین کیونکر

زیر دیوار کبھی جھانکتے تم دیکھ تو لو
ناتوان کرتے ہین دل تھام کے آہین کیونکر

چاہ کا نام جب آیا ہی بگڑ جاتے ہو
وہ طریقہ تو بتا دو تمہین چاہین کیونکر

جب وہ آنکھون مین سمائی مرے دل مین آئی
بند ہون ناصح نافہم یہ راہین کیونکر

شرم سے آنکھ ملاتی نہین دیکھا اونکو
پار ہوتی ہین کلیجے کی نگاہین کیونکر

درد مندون سے کہین ضبط فغان ہوتا ہے
چپکے چپکے ترے بیمار کراہین کیونکر

یہ چلن کس نے سکھای یہ طریقے کسنے
آگئین جور و جفا کی تمہین راہین کیونکر

لالہ و گل کو جو دیکھا تو کہا مجنون نے
سر پہ کانٹونکی ہو یہ سُرخ کلاہیں کیونکر

غیر کی چاہ کا دم بھرتے ہو تم کیا جانو
نالے کس طرح کیا کرتے ہیں آہیں کیونکر

۳۹

داغ وہ چاہتے ہیں غیر کو چاہو یہ بھی
جو بُرا چاہے ہمارا اوسے چاہیں کیونکر

۱۱

ردیف میم

محشر میں بھی کسیلئے اوٹھائینگے ناز ہم
ایسے نیاز مند ہیں اوسکے بے نیاز ہم

چاہیں پری نشاط سلیمان سے تخت و بخت
مانگیں مسیح و خضر سے عمر دراز ہم

کیا کیا سوانگ مدت بسر کرتے ہیں اپنا دن
تجھسے زیادہ ہجر میں ہیں جسلیے ساز ہم

دلسے موافقت ہی نہ دلبر سے اتفاق
ڈرلاگ ہیں کسی سے نہیں کچھ ہمساز ہم

ہمگی فقط شریک دعا ایک بیکسی
میت پہ اپنی آپ پڑھینگے نماز ہم

انسانکی مجال ہے قوت البشر کی حد
تم جانتے ہو جیسے اوٹھاتے ہیں ناز ہم

ولکی بُری بھلی کو سمجھتے پیام بر
کیا دخل دین کہ اسکی نہیں ہیں مجاز ہم

واعظ یہی کہے کہ پیدا ہی کیون ہوئے
دُنیا میں آئین ورہیں پاکباز ہم

اسمین بھی کوئی بھید ہے تم جانتے نہین — کہتے ہین ایک ایک سے کیون دلکی راز ہم

جب سنتے ہین کہ آپ دو چار مر گئے — دلواتے ہین رقیبونکی اپنے نیاز ہم

وہ دن گئے کہ داغ تھی ہر دم بتونکی یاد — پڑھتے ہین پانچ وقت کی اب تو نماز ہم

شب وصل بھی لب پہ آئے گئے ہین — یہ نالے بہت منہ لگائے گئے ہین

خدا جانے ہم کسکے بہلاوے مین ہونگے — عدم کو سب اپنے پرائے گئے ہین

وہی راہ ملتی ہے چل پھر کے ہمکو — جہان خاک مین دل ملائے گئے ہین

مرے دلکی کیونکر نہو پائمالی — بہت اسمین ارمان لائے گئے ہین

گلے شکوے جھوٹے بھی تھے کس مزے کے — ہم الزام دانستہ کھائے گئے ہین

نگہ کو جگر زلف کو دل دیا ہے — یہ دونون ٹھکانے لگائے گئے ہین

رہی چپ نہ ہم سے بھی دم عرض مطلب — وہ اک اک کے سو سو سنائے گئے ہین

فرشتے بھی دیکھین تو کھلجائین آنکھین — بشر کو وہ جلوے دکھائے گئے ہین

چلو حضرت داغ کی سیر دیکھین — وہان آج وہ بھی بلائے گئے ہین

بت کو بت اور خدا کو جو خدا کہتے ہین — ہم بھی دیکھین تو اسے دیکھکے کیا کہتے ہین

ہم تصور مین بھی جو بات ذرا کہتے ہین — سب مین اڑجاتی ہے ظالم اسے کیا کہتے ہین

کچھ تمہارے لب اعجاز نما کہتے ہین — پر سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا کہتے ہین

سب مجھے شیفتۂ ناز و ادا کہتے ہین — تم تو کہتے ہی نہین کچھ سے ایک کہتے ہین

جو بھلے ہین وہ بُرونکو بھی بھلا کہتے ہین — نہ بُرا سنتے ہین اچھے نہ بُرا کہتے ہین

بزم احباب مئے ناب وصالِ معشوق — اب کسی شے مین نہین جسکو مزا کہتے ہین

نالۂ بیساختہ قاصد کی زبان سے نکلا — کوئی رکھتا ہی جسے تیر قضا کہتے ہین

اوسکے ہاتھون سے یہی لُت خواری ہوگی — غیر اپنی تو خبر لین مجھے کیا کہتے ہین

سخنِ شاہ و گدا خیر سے خالی نہ سُنا — وہ دعا کرتے ہین جسکو یہ دعا کہتے ہین

مین گنہگار اگر عشق مجازی ہے گناہ — مین خطاوار اگر اسکو خطا کہتے ہین

دعوی مہر و وفا اونکی زبان پر آیا — اور سنیئے کہ وہ میرا ہی کہا کہتے ہین

کوئی خوبی نظر آتی نہین تجھمین ظالم — ای فلک پیر ہی صد عیب بجا کہتے ہین

وقت ملنے کا جو پوچھا تو کہا کہہ دینگے — غیر کا حال جو پوچھا تو کہا کہتے ہین

چوٹ کھانے سے جو دل ٹوٹ گیا ہے اپنا — لوگ اسکو بھی ترا عہد وفا کہتے ہین

نہین ملتا کسی مضمون سے ہمارا مضمون — طرز اپنا ہی جدا سب سے جدا کہتے ہین

کیا سنائی ہی سو کہ ہم قتل کرینگے تجھکو
اسکو ہم مژدۂ اندوہ ربا کہتے ہین

شکوہ ہجر پہ اوس شوخ نے مجکو لکھا
جو رہی دلمین کہین اسکو جدا کہتے ہین

۴۲

پہلے تو داغ کی تعریف ہوا کرتی تھی
اب خدا جانے وہ کیون اوسکو برا کہتے ہین

۱۲

اسکی شرارتین بھی قیامت سے کم نہین
دل تجھسی بڑھکی ہی کسیقصور سے کم نہین

اندوہ و درد و یاس و غم و رنج اپنے پاس
جو کچھ ہی وہ تمہاری عنایت سے کم نہین

دنیا مین ان بتون نے جلایا ہی اسقدر
دوزخ بھی میرے واسطے جنت سے کم نہین

مژگان نے تیری چاک کئی عاشقون کے دل
دست مژہ بھی پنجۂ وحشت سے کم نہین

وہ لذت وصال سے لیتے ہین جان و دل
یہ مہربانیان بھی عداوت سے کم نہین

کیا ماجرا کہون دل امیدوار کا
اک آرزو ہزار مصیبت سے کم نہین

یہ ناز یہ نگاہ یہ چھل بل یہ شوخیان
تم اوس سے بھی سوا ہو قیامت سے کم نہین

اوسکا نقاب الٹنے والے ہمین تو ہین
نظارہ میکدیکا عبادت سے کم نہین

ہی شام ہی سے وصل مین تمکو تلاش صبح
یہ انتظار بھی مری حسرت سے کم نہین

وہ اپنے دل مین خوش ہین یہ ہے بات ہی کچھ اور
شکر جفا و گریہ شکایت سے کم نہین

خون جگر کبھی نکرونگا تمام عمر
جو رزق ملگیا مری قسمت سے کم نہین

۴۳ — ۱۳

تو نے دیا فروغ تو ہے داغ آفتاب
ذرہ بھی ورنہ اوسکی حقیقت سے کم نہین

مجال کسکی ہے اے ستمگر سنائے جو تجکو چار باتین
بھلا کیا اعتبار تو نے ہزار منہ ہین ہزار باتین

رقیب کا ذکر وصل کی شب پھر اوسپہ تاکید ہے کہ سنئے
تمہین تو اک داستان ٹھہری ہمین یہ ہین ناگوار باتین

اونہین نکیون عذر درد سر ہو جب اسطرح کا پیام ہو
غضب کیا عمر بھر کی اوسنے تمام کین ایکبار باتین

جو کیفیت دیکھنی ہے زاہد تو چلکے تو دیکھ میکدے مین
بہک بہک کر مزے مزے کی سنائینگے بادہ خوار باتین

نگاہین دشنام دے رہی ہین ادائین پیغام دے رہی ہین

کبھی نہ بھولینگے حشر تک ہم رہینگی یہ یادگار باتین
سبھل ہی جائیگا دل ہمارا کہ ہجر کی شبکو رحم کھا کر
تمہاری تصویر بول اوٹھیگی کریگی بے اختیار باتین
ہمارے سر کی قسم نہ کھاؤ قسم سے ہے ہملو یقین نہوگا
تمہارے ناپائدار وعدے تمہاری بے اعتبار باتین
مرے جنازے پہ کیوں وہ آئی کہ اولٹے طعنے مجھے سُنا کے
کہا کیے جو زبان پر آیا سُنا کیے سوگوار باتین
فسانۂ درد و غم سُنایا تو بولے وہ جھوٹ بولتا ہے
سنی ہوئی ہی بہت کہانی نہ کیجیے ایسی بکبار باتین
مزا تو او سوقت جھوٹ سچ کا کُھلے کہ ہے کون راستی پر
خدا کے آگے مری تمہارے اگر ہوں روز شمار باتین
ابھی سے ہی کچھ اداس قاصد ابھی سے بدحواس قاصد
سنبھل سنبھل کر سمجھ سمجھ کر کریگا کیا بیقرار باتین

تمہاری تحریر مین ہے پہلو تمہاری تقریر مین ہی جادو
پھنسے نہ کسطرح دل ہمارا جہان ہون یہ پیچدار باتین

۴۴
بری بلا ہی یہ داغ پر فن تم اسکو ہرگز نہ منہ لگانا
دگرنہ ڈہب پر لگا ہی لیگا سنین اگر اسکی چار باتین
۱۹

بتان ماہوش اوج جوبن کی منزلین رہتے ہین
کہ جسکی جان جاتی ہی اوسیکے دلمین رہتے ہین

ہزارون داغ یہ پنہان عاشقونکے دلمین رہتے ہین
شرر پتھر کی صورت انکے آب و گل مین رہتے ہین

زمین پر پاؤن نخوت سے نہین رکھتی تری یکسر
یہ گویا اس مکان کی دوسری منزلمین رہتے ہین

محبت مین مزا ہی چھیڑ کا لیکن مزے کی ہو
ہزارون لطف ہر اک شکوہ باطل مین رہتے ہین

خدا رکھی سلامت جنکو اونکو موت کب آئے
تڑپتے لوٹتے ہم کوچہ قاتلمین رہتے ہین

ہزارون حسرتین وہ ہین کہ روکے سی نہین رکتین
بہت ارمان ایسی ہین کہ دلکی دلمین رہتے ہین

یہ مانا تماشا گی ہین چلتے پھرتے تیری ہاتھو سے
کہ اب چھپ چھپکے ناوک سینہ بسمل مین رہتے ہین

نہ کبھی ہونگی رندون سے بھی تو نی پاک ای زاہد
کہ یہ بیداغ مینخانے آب و گل مین رہتے ہین

محیط عشق کی ہر موج طوفان خیز ہی الستی
وہ ہین گرداب مین جو دامن ساحل مین رہتے ہین

خدا رکھے محبت نے کیے آباد دونوں گھر
میں اونکے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں

جو ہوتی خوبصورت تو نہ چھپتی قیس سے لیلے
مگر ایسی ہی ویسے پردۂ محمل میں رہتے ہیں

ہمارے سامنے سے بچتا ہی ہر اک بزم میں اوسکی
ہمیں نکہو کہ ہم تنہا بھری محفل میں رہتے ہیں

سراغ مہر و الفت غیر کے دل میں نپائینگے
عبث وہ رات دن اس سعی بیحاصل میں رہتے ہیں

بتونکو محرم اسرار تونے کیوں کیا یارب
کہ یہ کافر ہر اک خلوت سرا دل میں رہتے ہیں

فلک دشمن ہوا گردش زدونکو جب ملی راحت
زیادہ راہ سے کٹکے بھی منزل میں رہتے ہیں

تن آسانی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتونکی
خدا پر خوب روشن ہے کہ جس مشکل میں رہتے ہیں

رہی پیر مغانکی پاس کیونکر شیخ مصنوعی
جو رہتے ہیں تو کامل صحبت کامل میں رہتے ہیں

ہمیں دشوار جینا عار تمکو قتل کرنے سی
بڑی مشکل میں کھتی ہو بڑی مشکل میں رہتے ہیں

۴۵
کوئی نام و نشاں پوچھے تو اے قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں
۱۱

یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہیں

بدعہدیوں کو آپکی کیا جانتے نہیں
کل مان جائینگے اسے ہم مانتے نہیں

وعدہ ابھی کیا تھا ابھی کھائی تھی قسم | کہتے ہو پھر کہ ہم تجھے پہچانتے نہین

چھوٹیگی حشر تک نہ یہ مہندی لگی ہوئی | تم ہاتھ میرے خون مین کیون سانتے نہین

مہر و وفا کا اب تو نہین آتا ہے اعتبار | جبتک اسے وہ خوب طرح جانتے نہین

سرباز و جان نثار محبت وہ ہین دلیر | رستم بھی ہو تو کچھ اوسے گردانتے نہین

اونکا بھی مدعا تھا مرا مدعا تھا | یہ کیا کرون کہ وہ تو مری مانتے نہین

تن جائینگے جو سامنے آئیگا آئینہ | دیکھین تو کسطرح وہ بھوین تانتے نہین

نکلا ہے جو زبان سے اوسکو نباہیے | ایسی وہ اپنے دلمین کبھی ٹھانتے نہین

جب دیکھتی ہو مجھکو چڑھاتی ہو آستین | دامن عدو کی قتل پہ گردانتے نہین

(۴۶) کیا داغ نے کہا تھا جو ایسے بگڑ گئے | عاشق کی بات کا تو برا مانتے نہین (۱۱)

یہ دیکھ پردہ مین عتاب اچھے نہین | ایسے انداز حجاب اچھی نہین

میکدہ مین ہو گئی حیث چاب کیون | آج کچھ مست شراب اچھی نہین

جب سوال وصل پر کرتا ہون ضد | ڈر کے دیتے ہین جواب اچھی نہین

والہ و شیدا کہو تم غیر کو
اوسکی جانب سے خطاب اچھی نہین

ای فلک کیا ہی زمانیکی بساط
دمبدم کے انقلاب اچھے نہین

صورت اچھی ہے تو سیرت ہی بری
ایسے معشوق انتخاب اچھی نہین

تو بھی اوسکی زلف پیچان ہو گیا
ایدل ایسی پیچ و تاب اچھی نہین

اور سنئے مجکو سمجھاتے ہین وہ
ڈھنگ تت خانہ خراب اچھی نہین

کوئی زہد و وعظ سے کہتا گیا
ایسے جلسے بی شراب اچھی نہین

توبہ کرلین ہم مئی و معشوق سی
بی مزا ہین یہ ثواب اچھی نہین

اک نجومی داغ سی کہتا تھا آج
آپ کے دن ایجناب اچھی نہین

کیا کہون تجکو جو بیہودہ فسونگر نکہون
جسکو دنیا کہی اوسبا کو کیونکر نکہون

سنگدل کہنی سی تو آپ برا مان گئی
یہ جو کچھ سنئیے یہ ہی اسکو بھی ستمگر نکہون

فائدہ کیا جو کہون تمسے مصیبت اپنی
سامنے داور محشر کے یہ دفتر نکہون

مہربانی سی کسی شخص نے پوچھا ہی مزاج
سخت مشکل ہی کہ حال دل مضطر نکہون

چھیڑ کر حال عدو چھیڑ سے چپ ہو جاؤں
وہ کہیں پھر کہو میں اسکو مگر نہ کہوں

بات کہنے کا مزا کیا جو غلط تم سمجھو
گر یقین ہو تو کہوں گر نہ ہو باور نہ کہوں

میری شامت ہی کہوں آپکا بگڑا ہی مزاج
اُسکو بگڑا ہوا میں اپنا مقدر نہ کہوں

دل کی تاکید سے ہر حال میں ہے پاس وفا
کیا ستم ہے کہ ستمگر کو ستمگر نہ کہوں

غیر کا حال چھپائے سے کوئی چھپتا ہے
گو کسی ڈھب سے میں آپ کے منہ پر نہ کہوں

غیر کے واسطے دیدار بھی ہے داد بھی ہے
کسطرح گھر کو ترے عرصۂ محشر نہ کہوں

۲۸

ابھی کچھ منہ سے نکالا تو تمہیں جانو گے
داغ پھر تمکو یہ کہتا ہوں برابر نہ کہوں

۹

پھنسی ہوئی ہے یہ گردن جنونکی پھندوں میں
چھڑا دے کوئی ہو اتنا خدا کے بندوں میں

جنون کی خانہ خرابی سبب کہاں وہ صفت
پھنسا ہوا ہے یہ نزرات گھر کے دھندوں میں

ادھر سے ہوتی ہیں انکی ادا نیاز کی کے
جو ہے قدیم تمہارے نیاز مندوں میں

ادھر ایک خط شوق لے گیا عنقا
وہ تیر ہے کہ کبوتر مرا پرندوں میں

نکل کے جاؤں کہاں اٹھ نہیں لگا فوسے
پھنسا ہے ایک یہ نخچیر دو کمندوں میں

خدا کا ذکر تو اوس بت کی سامنے کرتے
مگر وہ ایک ہی کافر ہی خود پسند و نہین

نکال لیتے ہین رو کی ہم بہی لکا بخار
جو بیٹھ جاتی ہین دو چار درد مند و نہین

چڑہا دی نیزی پہ سر میرا کاٹ کر قاتل
کہ یہ شہید بہی نامی ہو سر بلند و نہین

۴۹

ہوئی ہی داغ محبت مین تہوڑی بدنامی
یہ منہ دکہائینگے قابل ہی بہائی بند و نہین

۱۹

راہ پر اونکو لگا لائی تو ہین باتو نمین
اور کہل جائینگے دو چار ملاقاتو نمین

یہ بہی تم جانتے ہو چند ملاقاتو نمین
آزمایا ہی تمہین ہمنے کئی باتو نمین

غیر کے سر کی بلائین جو نہین لیتی ظالم
کیا مری قتل کو بہی جان نہین ہاتو نمین

ابر رحمت ہی برستا نظر آیا زاہد
خاک اوڑتی کبہی دیکہی نخراباتو نمین

یارب اوس چاند سی ٹکڑی کو کہان سے لاؤن
روشنی جسکی ہو ان تارون بہری راتو نمین

تمہین انصاف سی اے حضرت ناصح کہدو
لطف اون باتو نمین آتا ہی کہ ان باتو نمین

دوڑ کر دست دعا ساتہہ دعا کی جاتی
ہای پیدا نہوی پاؤن ہی باتو نمین

کیا قیامت ہی وہان بہر بہی حسرت
ایک شب جسکو میسر نہو سو راتو نمین

جلوۂ یار سی جب بزم مین غش آیا ہی
تو رقیبون نے سنبھالا ہی مجھی باتونمین

ایسی تقریر سنی تہی کبھی شوخ و شریر
تیری آنکھونکی بھی فتنے ہین تیری باتونمین

عہد جمشید مین تہا لطف مئی و ابر ہوا
کب یہ معشوق تہی ہو وقت کی برساتونمین

ہمسے انکار ہوا غیر سے اقرار ہوا
فیصلہ خوب کیا آپنے دو باتونمین

ہفت افلاک ہین لیکن نہین کھلتا یہ حجاب
کونسا دشمن عشاق ہی ان ساتونمین

ادر سنی ابھی ند دن سے جناب واعظ
چاہ دی آپ تو دو چار ہی صلواتونمین

ہمنے دیکھا اونہین گو نکو ترا دم بھرتے
جنکی شہرت تھی یہ ہرگز نہین ان باتونمین

مجھے دیتا ہی اونہین عشق متاع دل و جان
ایک سرکار لٹی جاتی ہی سوغاتونمین

دل کچہ آگاہ تو ہو شیوۂ عیاری سے
اسلیے آپ ہم آتی ہین تری گھاتونمین

وصل کیسا وہ کسیطرح سلتی نہی تھی
شام سی صبح ہوئی اونکی مداراتونمین

۵۰

وہ گئی دن جو رہی یاد جوانی کی اے داغ
رات بھر اب تو گذرتی ہی مناجاتونمین

۱۳

نگاہ پھیر کے عذر وصال کرتی ہین
مجھے وہ اولٹی چھری سے حلال کرتی ہین

زبان قطع کرو دلکو کیون جلاتے ہو
اسی سے شکوہ اسی سے سوال کرتے ہین

نہ دیکھی نبض نہ پوچھا مزاج بھی تمنے
مریض غم کی یونہین دیکھ بھال کرتے ہین

مرے مزار کو وہ ٹھوکرون سے ٹھکرا کر
فلک سے کہتے ہین یون پائمال کرتے ہین

پس فنا بھی مری روح کانپ جاتی ہے
وہ روتے روتے جو آنکھونکو لال کرتے ہین

ادھر تو کوئی نہین جس سے آپ ہین مصروف
ادھر کو دیکھیے ہم عرض حال کرتے ہین

یہی ہے فکر کہ ہاتھ آئے تازہ طرز ستم
یہ کیا خیال ہے وہ کیا خیال کرتے ہین

وہان فریب و دغا مین کمی کہان توبہ
ہزار چالکی وہ ایک چال کرتے ہین

نہین ہے موت سے کم اک جہان کا چکر
جناب خضر یونہین انتقال کرتے ہین

چھری لگائی ہے مجھپر عدو کی خاطر سے
پرائے واسطے گردن حلال کرتے ہین

یہان یہ شوق وہ نادان عابا ایک
انہین جواب بتا کر سوال کرتے ہین

١٦ — ٨١

ہزار کام مزے کے ہین داغ الفت مین
جو لوگ کچھ نہین کرتے کمال کرتے ہین

بھوین تنی ہین خنجر ہاتھ مین ہے تنکے بیٹھے ہین

کسی سے آج بگڑی ہے کہ وہ یون بنکے بیٹھے ہین

دلون پر سیکڑون سکّے تری جوبن کے بیٹھے ہین

کلیجون پر ہزارون تیر اس جتون کے بیٹھے ہین

الٰہی کیون نہین اوٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے

ہمارے سامنے پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

یہ گستاخی یہ چھیڑ اچھی نہین ہے اے دل نادان

ابھی پھر روٹھ جاینگے ابھی وہ من کے بیٹھے ہین

اثر ہے جذب الفت مین تو کھنچکر آ ہی جاینگے

ہمین پروا نہین ہمسے اگر وہ تنکے بیٹھے ہین

سبک ہو جائین گے گر جاینگے وہ بزم دشمن مین

کہ جب تک گھر مین بیٹھے ہین تو لاکھون کے بیٹھے ہین

فسون ہی یاد تھا ہی یہ معمّا کھل نہین سکتا

وہ کچھ سمجھے ہوئے ہی آگئے مرے مدفن کے بیٹھے ہین

بہت رویا ہون مین جب سے یہ مینے خواب دیکھا ہے
کہ آپ آنسو بہاے سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

کھڑے ہون زیر طوبے وہ نہ دم لینے کو دم بھر بھی
جو حسرت مند تیرے سایۂ دامن کے بیٹھے ہین

تلاش منزل مقصد کی گردش اوٹھہ نہین سکتی
کمر کھولے ہوے رستے مین ہم رہزن کے بیٹھے ہین

یہ جوش گریہ تو دیکھو کہ جب فرقت مین رویا ہون
در و دیوار اک پل مین مرے مسکن کے بیٹھے ہین

نگاہ شوخ و چشم شوق مین در پردہ چھنتی ہے
کہ وہ چلمن مین ہین نزدیک ہم چلمن کے بیٹھے ہین

یہ اوٹھنا بیٹھنا محفل مین اونکا رنگ لائیگا
قیامت بنکے اوٹھینگے بھبوکا بنکے بیٹھے ہین

کسیکی شامت آئیگی کسیکی جان جائیگی

کیسکی تاک مین وہ بام پہ بن ٹھن کے بیٹھے ہین

قسم دیکر اونہین سے پوچھ لو تم رنگ ڈہنگ اوسکے

تمہاری بزم مین کچھ دوست بھی دشمن کے بیٹھے ہین

کوئی چھینٹا پڑی تو داغ کلکتے چلی جائین

عظیم آباد مین ہم منتظر ساونکے بیٹھے ہین

۵۲ ۱۳

محبت مین آرام سب چاہتی ہین
مگر حضرت داغ کب چاہتی ہین

خطا کیا ہی انکی جو اوس بت کو چاہا
خدا چاہتا ہی تو [illegible] چاہتی ہین

وہی اونکا مطلوب و محبوب ٹھہرا
بجا ہی جو اوسکی طلب چاہتی ہین

مگر عالم یاس مین تنگ آ کر
یہ سامان آفت عجب چاہتی ہین

اجل کی دعا ہر گھڑی مانگتی ہین
غم و درد و رنج و تعب چاہتی ہین

نہ تفریح آسایش دل کی خواہش
نہ سامان عیش و طرب چاہتی ہین

قیامت بپا ہو نزول بلا ہو
یہی آجکل روز و شب چاہتی ہین

نہ معشوق فرخار سی انکو مطلب
نہ یہ جام بنت العنب چاہتی ہین

نہ جنت کی حسرت نہ حوروں کی پروا
نہ کوئی خوشی کا سبب چاہتے ہین
نرالی تمنا ہے اہلِ کرم سے
ستم چاہتے ہین غضب چاہتے ہین
نہ ہو کوئی آگاہ رازِ نہان سے
خموشی کو یہ مہرِ لب چاہتے ہین
خدا انکی چاہت سے محفوظ رکھے
یہ آزار بھی منتخب چاہتے ہین

۵۳ — ۱۱

غمِ ہجر سے داغ مجبور ہو کر
کبھی جو نچاہا وہ اب چاہتے ہین

تمام رات وہ جاگین وہ سوئین سارے دن
خبر ہی کیا انھین کیونکر کٹی ہمارے دن
خدا بچائے قیامت کے ہین تمہارے دن
یہ پیاری پیاری جوانی یہ پیارے پیارے دن
مجھے گذرتی ہے اک گھڑی قیامت کی
جو اسطرح سے گذارے تو کیا گذارے دن
کسیکے جاتی ہے گھر میں صبح کی وہ تاریکی
چراغ میں نے جلائے ہین آج سارے دن
وہ بدنصیب ہون آئے نہ تھا تمہارے تک
جو میرے ساتھ شبِ وصل کو پکارے دن
تمہاری طرح بھی ہوگا نہ کوئی ہرجائی
تمام رات کہین ہو کہین ہو سارے دن
مری جگر پہ ہین وہ زخمِ داغِ فراق
دکھا رہا ہے چمکتے ہوئے ستارے دن

شب وصال ہو کیونکر نصیب روز فراق | کہ زلف لیلیٔ شب کس طرح سنوارے دن

لڑیں جو غیر کی عشرت سے اپنے لیل و نہار | تو رات رات سے ہو اور دن سے ہارے دن

اونھوں نے وعدہ کیا آج شب کے آنیکا | خوشی تو جب ہے خدا خیر سے گذارے دن

۵۴ ہمیشہ تمکو مبارک ہو داغ روز نشاط | پھریں ہمارے بھی جیسے پھرے تمہارے دن ۱۳

درد دل کا کوئی پہلو جو نکالوں تو کہوں | اپنے روٹھے ہوئے دلبر کو منالوں تو کہوں

پھر تو کچھ کم نہیں احباب کے طعنے ہمکو | جو ترے دل میں ہے اوسکو نہیں پروا بنالوں تو کہوں

پوچھتے کیا ہو کہ کیا ہے جو بتاؤں تم کو | سچ ہے میں ہاتھ میں قرآن اوٹھالوں تو کہوں

جو مرے دل میں ہے کچھ ہو بھی تو کہتا ہے | گڑگڑا لوں تو کہوں پاؤں پکڑ لوں تو کہوں

سینے جو پائی ہے اوس تیغ ادا سے لذت | سامنے خضر و مسیحا کو بٹھالوں تو کہوں

شب ہجراں میں جو گھبرا کے ہوئی ہیں باتیں | تیری تصویر کو سینے سے لگالوں تو کہوں

حال بیکس کا مرا حال اوٹھا جائیگا | ہمنشیں منہ میں زباں ہو تو لگالوں تو کہوں

سب غم پنہاں ہے بہت اے فسانہ ہجران | دلکو تھاموں تو کہوں اوسکو سنبھالوں تو کہوں

رات بھر ہجر مین جاگا ہون مین اے داور حشر
ہتکھنڈے غیر کے سنکر مجھے کرا لوگے

حال غم کے لئے اسکی بھی شہادت ہے ضرور
جو گذرتی ہے مرے دل پہ نہ پوچھو مجھ سے

حال دل کوئی گھڑی کہہ نہ لگا لون تو کہون
پہلے دو چار گواہی کو بلا لون تو کہون

ڈیڑھ اینٹ پر دل مضطر کو پڑہا لون تو کہون
گالیان عشق و محبت کو سنا لون تو کہون

داغ پابند قفس ہو نہین کچھ کر سکتا
دام صیاد سے مین چھوٹ کے جا لون تو کہون

٥٥ ١١

جو بسیرے نہ ہو صحرا مین جو لکڑی ہو نہ گلشن مین
گریبان مین گریبان ہے نہ وہ دامن ہے دامن مین

تیا حسن کی تجلی ہے تمہارے روی روشن مین
جھڑی ہے کہ دیکھو آگ لگجائے نہ چلمن مین

تمہارے واسطے مین غیر کو تھا چھوڑ رکھو [بڑا لگتا]
سمجھ لینا کہ دو ہمدرد گڑینگے ایک مدفن مین

کسیکے خوف سے جی کہولکر رویا نہین جاتا
کہ جو آنسو ٹپکتا ہے چھپا لیتا ہون دامن مین

گری کیسون الگ خوف و خطر سیکا تپ کر بجلی
اگر تخم محبت ایک بھی ہو سارے خرمن مین

مسخر کرلیا آخر کو بنگالے کی جادو نی
بڑا بول آگے آیا ہم تو بولے تھی لڑکپن مین

مزا حب ہے کہ اس اللہ ازی مین پیار کی باتین
ہمارا ہاتھ سینے پر تمہارا ہاتھ گردن مین

کبھی ہم وحشیون کی گھر کی آبادی نہین جاتی
اگر کوئی نہو تو خانہ ویرانی ہی مسکن مین

بنایا آپ نے تعلیم دیکر اپنے مطلب کا
بھلا کیونکر نہ ساری خوبیان پیدا ہون دشمن مین

نئے گل بوٹے ہین کیا نرالے رنگ کھلتے ہین
بہارین جو تری محفل مین ہین کب ہین گلشن مین

۵۶

غضب ہے داغ یہ دن رات یہ برسات یون گذری
کہان وہ رشک گل جھولا جھلاؤن جسکو ساون مین

۱۵

کچھ آنے لگا جب سے اثر آہ رسا مین
دل اور ہوا مین ہے جگر اور ہوا مین

تمکین تری شوخی مین تو شوخی ہے حیا مین
غمزہ تری انداز مین انداز ادا مین

دو باتون کی فریاد ہے درگاہ خدا مین
رحم آئے ترے دل مین اثر میری دعا مین

اغیار نہ روکین مجھے احباب نہ تھامین
الجھائی مگر دست سبو لغزش پا مین

ای نامہ بر اوس بت کی دہائی وہ گذر ہی
سجدہ کا نشان جسکی ہو نقش کف پا مین

آنکھین تری بیمار ہوئین شرم جفا سی
زلفین ہین گرفتار مرے دل کی بلا مین

اللہ او نہین تو نظر بد سے بچانا
بن ٹھن کے وہ بیٹھی ہین مرے اہل عزا مین

کھینچا ہی کسی ہاتھ نے کیا دامن دل کو
جب ہو لگی کہا ہی قدم راہ خدا مین

کیونکر ہوے چارہ گر آزار ہمارا
کچھ روح مسیحا تو نہین تیری ادائین

تہا عقدہ کشا کون کہ موجود ہین دیکھو
ٹوٹے ہوے ناخن گرہ بند قبا مین

آنکھین تری تلوون سے ملین کس نے وصل
دو پھول سے نرگس کے بنے ہین کف پا مین

دیتی ہو مجھے گریۂ بے صرفہ کے طعنے
تم ڈوب بجانا عرق شرم و حیا مین

فریادی فرقت ہین بہت چاہنے والے
کیسے ہو جو آجاے اثر سبکی دعا مین

سنتے ہین وہ عشاق کی ہین پس دیوار
پھر یہ بھی شکایت ہے کہ گرمی ہے ہوا مین

تو دوست ہے کس طرح لین تیری بلائین
ہم کو وہ برا کرتے ہین دشمن کی بلا مین

کٹ جاے دل البتہ ہوا بار نزاکت
ہان ایک گرہ اور پڑی زلف دوتا مین

اس دام مین چھٹنا کوئی آسان ہے ظالم
تو دل مین ہے دل زلف مین ہے زلف بلا مین

ہو بعد فنا بھی وہ تباہی کہ مری خاک
تھوڑی سی زمین پر ہے بہت سی ہے ہوا مین

کیا ہاتھ وہ اوٹھاتی ہے اوٹھیگی قیامت
بس جان لو تم فیصلہ ہے ایکی ادا مین

کہتے نہین کچھ یہ اور سنا کرتی ہو سبکی
تمکو تو مزا آنے لگا شرم و حیا مین

افسوس گلا کاٹ کے مر بھی نہ سکے ہم
مصروف رہی ہاتھ شب ہجر دعا مین

۵۷ — ۱۵

تھے اوس بت مہوش کے بہت چاہنے والے
انگشت نما داغ ہوا ساری سبھا مین

ردیف واو

دل دادۂ ظلم وجفای کینہ جو نہو
کل عرصہ گاہ حشر مین پھر تو ہی تو نہو

عاشق کے دلمین اور تیری آرزو نہو
اس باغ کا تو پھول ہو پھر اوسمین بو نہو

کھٹکا ہوا ہون خار تمنا سے اسقدر
ڈرتا ہون یاس سے بھی کہین آرزو نہو

لے تو چلا ہی ناصح نادان پیام وصل
مین شرط باندھتا ہون جو بی آبرو نہو

ای درد عشق خانۂ دل گھر ترا سہی
آباد یہ مکان تو جب ہو کہ تو نہو

اس فکر مین کچھہ اون سے نہ ہم بات کرسکے
یہ گفتگو نہو کہین وہ گفتگو نہو

مین زہرناک دیکھکر نہ کرونگا یقین کبھی
جبتک عدو کی خون کی خنجر مین بو نہو

اک شہر دوستی سی ہوئی سب مین دشمنی
گر یہ نہو تو کوئی کسی کا عدو نہو

بخشے ہی جائینگے ہم روز حشر سو سی لاکھہ جرم
دنیا مین کیا کرین جو خدا در گزر نہو

ہم بادہ نوش پاؤن کہین بہشت مین
جبتک ہمارے سامنے جام سبو نہو

چاکِ دلِ رقیب کی جب تک رفو کیجے
پہلے یہ دیکھہ لیجیے پہلا رفو نہو

کافر خدا کرے کہ غلط ہو مرا گمان
جو مین سمجھہ رہا ہون وہی اے کاش تو نہو

کیا رشک ہے کہ مطلب ہجران ہوا اسلیے
جو مجھکو ہے رقیب کو وہ آرزو نہو

مجھکو جناب شیخ کی دعوت ضرور ہے
ایسی کہین شراب ملے جسمین بو نہو

۵۸ — مٹی کی مورت اس سے تو ای داغ خوب ہے
معشوق کیا جو شوخ نہو خوش گلو نہو — ۱۶

ممکن نہین کہ تیری محبت کی بو نہو
کافر اگر ہزار برس دل مین تو نہو

کیا لطف انتظار جو تو حیلہ جو نہو
کس کام کا وصال اگر آرزو نہو

محشر مین اور اوس سے مری دو بدو نہو
کہنے کی بات ہے جو کوئی گفتگو نہو

قاتل اگر نہ شوخ ہو خنجر اگر نہ تیز
رگ رگ مین بیقرار ہمارا لہو نہو

خلوت مین تجکو چین نہین کسکا خوف ہے
اندیشہ کچھہ نہو جو نظر چار سو نہو

سرخی ہے تیغ پر نہ حنا تیری ہاتھہ مین
قاتل کہین سفید عدو کا لہو نہو

وہ آدمی کہان ہے وہ انسان ہے کہان
جو دوست کا ہو دوست عدو کا عدو نہو

دلکو مسل مسل کے ذرا ماتھہ سونگھئے
ممکن نہین کہ خون تمنا کی بو نہو

زاہد مزا تو جب ہے عذاب و ثواب کا
دوزخ مین بادہ کش نہون جنت مین تو نہو

معشوق ہجر اس سے زیادہ کوئی نہین
کیا دل لگی ہی جو تری آرزو نہو

ایسے کہان نصیب کہ وہ بت ہو ہمکلام
ہم طور پر بہی جائین تو کچہہ گفتگو نہو

دستِ دعا کو ملتی ہی تاثیر عرش سے
جو ہاتہہ سی ہو پانون سے وہ جستجو نہو

غش آگیا ہی دیکہہ کے قاتل کو موج خون
نازک مزاج کا کہین ہلکا لہو نہو

ہو لاگ کا مزا دل بے مدعا کی ساتہہ
تم کیا کرو کسیکو اگر آرزو نہو

یہ ٹوٹ کر کبہی نہ بنے گا کسی طرح
زاہد شکست توبہ شکست سبو نہو

۵۹
اے داغ آکی پہر گئے وہ اسکو کیا کرین
پوری جو نامراد تری آرزو نہو
۱۸

موت اونکو جو تجہسے ستم ایجاد نہو
مین تو مر جاؤن اگر لذتِ بیداد نہو

زلف وہ دام کہ جس دام سے آزاد نہو
آنکہہ وہ چور کہ جس چور کی فریاد نہو

بانکا زخم سے تلوار کے زخمون سے سوا
کیجئے قتل مگر منہ سے کچہہ ارشاد نہو

غیر کا خون بہانا مری تربت پہ ضرور | آبرو دار کی مٹی کہین برباد نہو
ہای وہ دل وہ کلیجہ مین کہانسی لاؤن | وصل مین شاد نہو ہجر مین ناشاد نہو
جور کے بعد ہی اب حرف تسلی کیسا | اوس سے فرمائیے جسکو وہ گھڑی یاد نہو
دیکھی ای شام غریبی وہ مسافر ہون مین | جسکا گھر بار نہو جسکو وطن یاد نہو
ہی یہی حسن کی شہرت تو ہمارا ذمہ | کہ تری کوچے مین اک شہر جو آباد نہو
محو آرایش و زینت ہی رہے آٹھ پہر | تجکو اللہ کرے فرصت بیداد نہو
بدگمانی بھی محبت مین بری ہوتی ہی | وہ یقین ہو مجھے جس باتکی بنیاد نہو
حشر تک اسکی بہارین نہ مٹینگی زاہد | کوچہ یار ہی یہ جنت شداد نہو
میری شامت کہ پڑہا قصہ شیرین مینے | مجھسے وہ کہتی ہین حضرت تمہین فرہاد نہو
آدمی وہ ہی جو چتون کا اشارا سمجھے | مجکو معلوم ہوا منہ سی کچھ ارشاد نہو
ہی مرے دلکی تباہی پہ تعجب کیا خوب | آپ برباد کرین جسکو وہ برباد نہو
ای وہ دشنام سہی خلعت و عزت انہی | جو عطا غیر کو ہو وہ مجھی امداد نہو
اوٹھہ سکین ہم نگہ ناز کی چوٹین کس سے | روبرو تیری جو آئینہ فولاد نہو

تم مکان میں غیر کے ہمسائی میں
لاکھ گھاتیں ہیں کہیں دھینگا دھینگی کی

آجتک وہ نہوا ہے کبھی آباد نہو
ہین صیاد ہون اسکی جو وہ صیاد نہو

۶۰
کوستے ہیں وہ الٰہی کہ دعا دیتے ہیں
داغ کو دیکھ کے کہتے ہیں نہ یہ شاد نہو
۱۴

تمکو چاہا تو خطا کیا ہی بتا دو مجکو
دوسرا کوئی تو اپنا سا دکھا دو مجکو

کون ہوتا ہی کڑی بات کا سہنے والا
گالیان تمکو سکھا دین یہ دعا دو مجکو

دل مرا ہاتھ مین لیتی ہی اگر یکبار دیا
مال ویسا یہ نہین لاؤ اوٹھا دو مجکو

باغ فردوس مین بھی ہو وطن یاد رہے
عطر مٹی کا دم مرگ سنگھا دو مجکو

غیر کو دست حنائی نہ دکھاؤ دیکھو
گر لگانی ہی تو ہتھیلی پہ آگ لگا دو مجکو

تمکو تو حشر کے دن لاکھ مین پہچان لیا
مین بھلا کون ہون میرا تو پتا دو مجکو

وہ جو سوسے بھی شب وعدہ یہ کہکر سوے
جب وہ آئیں تو اوسی وقت جگا دو مجکو

اب خدا چاہی تو مین تمکو نجات ہو گھر
پھر یہ تقصیر ہو مجھسے تو سزا دو مجکو

زہر بھی وہ نہین دیتے مری قسمت دیکھو
جھوٹے منہ بھی جو کھویان لگا دو مجکو

دلمین سو شکوۂ غم پوچھنے والا ایسا
کیا کہون حشر کے دن تو بتا دو مجکو

مجکو ملتا ہی نہین مہر و محبت کا نشان
تمنے دیکھا ہو کسی مین تو بتا دو مجکو

ہمدمون نسی مین کہہ جاتی و لگاوٹ دلکی
دو گھڑی کے لئے دیوانہ بنا دو مجکو

بیمروت دل بیتاب سے ہو جاتا ہے
شیوۂ خاص تم اپنا ہی سکھا دو مجکو

٦١ تم بھی راضی ہو تمہاری بھی خوشی ہے کہ نہین
جیتے جی داغ یہ کہتا ہے مٹا دو مجکو ١٤

کیون میری آہ سرد اونہین ناگوار ہے
یہ وہ ہوا نہین جو کلیجے کے پار ہے

یون میرے ساتھہ دفن دل بیقرار ہے
چھوٹا سا اک مزار کے اندر مزار ہے

وعدے لیے بغیر دعا مانگ لیجیے
یارب میری قسم کا اونہی اعتبار ہے

ہم آدمی ہین کام کی اسکے ناصح شفیق
دیکھو ہمارے کام جہان اختیار ہے

دو دن انہے دلکو رنج یہ شرط وفا نہین
اس سے اگر پھرون تمہین کیا اعتبار ہے

تمکو تو شوخیون سے نہین چین اتدن
مین جانتا ہون میرے لئے بیقرار ہے

تیری غضب سے رتبہ قیامتکو کونسا
یہ لاکھہ بار ہو وہ اگر ایکبار ہے

آسودگان خاک سے قاتل کو لاگ ہی
ای سونیوالو جاگ اوٹھو ہوشیار رہو

اترا رہی ہین حشر کو وہ تیری لطف پر
ایسا غضب نہ ای مرے پروردگار ہو

ایسے کو تو خدا کی قسم چھوڑنا ہی کفر
تجھسا حسین ہو اور نہ دل بیقرار ہو

ناصح کی گفتگو سی ہوئین بدگمانیان
ایسا نہو رقیب کا در پردہ یار ہو

کرتا ہی اس سے شکوۂ فرقت یہ ہی لحاظ
تصویر یار بھی کہین شرمسار ہو

جھپکی جو آنکھہ ہجر کی شب آئی یہ ندا
ای تنگ عشق مرگیا ہوشیار ہو
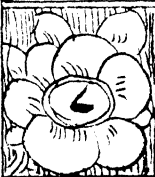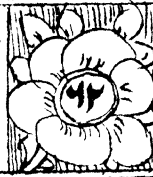
یہ داغ پارسائی کی شہرت ہی اندنون
لاکھون مین ہو نہو وہی پرہیزگار ہو

کل تک تو آشنا تھی مگر آج غیر ہو
دو دن مین یہ مزاج ہی آگے کو خیر ہو

مرجائین دو نوقہر و غضب سے تو سیر ہو
تم ہو تمہارا گھر ہو نہ ہم ہون نہ غیر ہو

چاہین اگر وہ کافر و دیندار مین سلوک
تبخانہ مین ہو کعبہ تو کعبے مین دیر ہو

کیون دعوی رقیب سراپا نہو غلط
جب اوسکی بات کا کوئی سر ہو نہ پیر ہو

کیسا وصال کسکی تسلی کہان کا لطف
کچھہ ہو نہو بلا سے مرے دل کی خیر ہو

دیتی ہین لو یہ خاک دل تلخکام کی | دینا یہ زہر اوسکو تمہین جس سے بیر ہو

۶۳ دلی مین پہول والونکا میلہ پہر اے داغ | بن ٹہن کے آئے وہ تو قیامت کی سیر ہو ۱۰

آئنہ اپنی نظر سے نہ جدا ہونے دو | کوئی دم اور بھی آپس مین ذرا ہونے دو

کم نگاہی مین اشارا ہی اشارہ مین حیا | یا شوخی دو مجھے چین سے یا ہونے دو

ہاتھ باندہے ہوا غیار کے ساتھ آوگے | ہم دکھا دینگے مزا روز جزا ہونے دو

ہم بھی دیکھین تو کہانتک توجہ ہوگی | کوئی دن تذکرہ اہل وفا ہونے دو

آنکھ ملتے ہی کہون حال حقیقت دلکی | دیکھکر جلوہ مرے ہوش بجا ہونے دو

تم دل آزار نبے رشک مسیحا کب سے | کم نہونی دو مرا درد سوا ہونے دو

میری آنکھون سے مرے منہ پہ تم رکھو ہاتھ | حرف مطلب کسی صورت سے ادا ہونے دو

کیا نہ آئیگا ادسی خوف مری قتل کے بعد | دست قاتل کو ذرا دست دعا ہونے دو

لطف سمجھو تو رقیبون سے بڑھادو مجھکو | سیر دیکھو تو کوئی فتنہ بپا ہونے دو

۶۴ جب سنا داغ کوئی دم مین فنا ہوتا ہی ۹

اوس ستمگر نے اشارے کیے کہا ہونے دو

ہی غضب بوسہ مجھی کہا کی قسم ایک نہ دو
پھر تغافل سے ہزاروں ہون ستم ایک نہ دو

پائمالونکی تری راہ مین گنتی کیا ہی
سیکڑون آگے سر زیر قدم ایک نہ دو

چرخ سا اور سخی کون ہے دینے والا
مجھکو دن نہین دی داغ الم ایک نہ دو

ہاتھ کیون کھینچ لیا ایک ہی ساغر دیکر
دو تو دو سو جو نہ دو اوس سے تو کم ایک نہ دو

وہ اشارون ہی سے اقرار کرین دونکا
ایسے بھولے نہین سمجھینگی جو ہم ایک نہ دو

ہمنے کعبے مین بھی لاکھونکی یہ صورت دیکھی
کرتے ہین ہای صنم ہای صنم ایک نہ دو

میری تقدیر بکثرت مجھی دلوائیگی
دل تمہارا جو کہیگا اسی غم ایک نہ دو

مجھکو دو دل ہون عطا روز ازل کہتا تھا
رنج کھانیکو اوٹھانیکو ستم ایک نہ دو

۶۵

داغ دلی تھی کسی وقت مین یا جنت تھی
سیکڑون گھر تھے وہان رشک ارم ایک نہ دو

کہتے ہین جسکو حور وہ انسان ہمین تو ہو
جاتی ہی جسپہ جان مری جان تمہین تو ہو

مطلب کی کہہ رہے ہین وہ دانا ہمین تو ہین
مطلب کی پوچھتے ہو وہ نادان تمہین تو ہو

آتا ہی بعد ظلم تمھین کو تو رحم بھی
اپنی کیئے سے دل مین پشیمان تمھین تو ہو

پچھتاؤ گے بہت مرے دلکو اوجاڑ کر
اس گھر مین اور کون ہے مہمان تمھین تو ہو

اک روز رنگ لائینگی یہ مہربانیان
ہم جانتے تھے جان کے خواہان تمھین تو ہو

دلدار و دلفریب و دل آزار دلستان
لاکھون مین ہم کہینگے کہ ہان ہان تمھین تو ہو

۶۶ کرتے ہو داغ دور سے بتخانے کو سلام
اپنی طرح کے ایک مسلمان تمھین تو ہو ۱۳

نکلی فلک سے کب کسی اہل دل کی آرزو
پھر اوسپہ آرزو بھی مرے دل کی آرزو

حسرت ہی اوسکو نکلی نہ بسمل کی آرزو
پوری کرے خدا مرے قاتل کی آرزو

حوروں سے کیا غرض تھی عبث بدگمان ہو
جنت مین لیگئی تری محفل کی آرزو

یون آہ نارسا کو تمنائے عرش ہی
جیسے کسی غریب کو منزل کی آرزو

یہ نا امید زیست وہ مشتاق رقص ہے
بسمل کی یاس دیکھیے قاتل کی آرزو

آئینہ دیکھکر تمھین مشتاق کیا ہوئی
تمسے سوا ہے مد مقابل کی آرزو

ہی قیس کا تو شوق زمانے پر آشکار
کیا جانے کوئی صاحب محمل کی آرزو

دنیا سرائی تنگ ہے محشر ہی جا تنگ
عاشق کہان نکال سکی دل کی آرزو

دل ہر طرف رہا نگران بحر عشق مین
اب ڈوبتے کو رہگئی ساحل کی آرزو

اوچھی پڑی ہے تیغ کہ قاتل ہے نازنین
بسمل کی ساتھ جائیگی بسمل کی آرزو

پہچان تو فقیر کی صورت سوال ہے
تم جان لو یہ ہے کہ مر سائل کی آرزو

یوسف نے دیکھکر تری تصویر یہ کہا
کیون ہو نہ ایسی شکل و شمائل کی آرزو

۱۶

رتبہ کمال عشق کا حاصل نہین ہوا
اب داغ کو ہے مرشد کامل کی آرزو

۱۵

ردیف یای تحتانی

شب وصل ضد مین بسر ہو گئی
نہین ہوتے ہوتے سحر ہو گئی

نگہ غیر پر بے اثر ہو گئی
تمہاری نظر کو نظر ہو گئی

کسک دلمین پھر چارہ گر ہو گئی
جو تسکین پھر درد پھر ہو گئی

لگاتے ہین دل اوس سے اب احبت
ادھر ہو گئی یا ادھر ہو گئی

جواب اونکی جانب سے دینے لگا
یہ جرأت تجھے نامہ بر ہو گئی

بُری حال سے یا بھلے حال سے / تمھین کیا ہماری بسر ہوگئی

میسّر ہمین خواب راحت کہان / ذرا آنکھ جھپکی سحر ہوگئی

جفا پر وفا تو کرون سوچ لو / تمھین مجھسے الفت اگر ہوگئی

نگاہ ستم مین کچھ ایجاد ہو / کہ یہ تو پرانی نظر ہوگئی

تسلی مجھے دیکے جاتی تو ہو / مبادا جو نوع دگر ہوگئی

کہین حسن سی بھی ہے کاہیدگی / نہ ہونیکے قابل کمر ہوگئی

شب وصل ایسی کھلی چاندنی / وہ گھبرا کے بولے سحر ہوگئی

کہی زندگی بھر کی سب واردات / مری روح پیغامبر ہوگئی

کہو کیا کروگے مری وصل کی / جو مشہور جھوٹی خبر ہوگئی

۸ غم ہجر سے داغ مجکو نجات / یقین تھا نہوگی مگر ہوگئی ۱۱

اوس سے کیا خاک ہمنشین بنتی / بات بگڑی ہوئی نہین بنتی

وہ سنے ابتدائے الفت مین / دم پہ جو وقت والیسی بنتی

آدمی سب فرشتے بن جاتے
آسمان پر اگر زمین بنتی

میری صورت بنی تو خاک بنی
قسمت اسی صورت آفرین بنتی

وعدہ کرتے ہی کیا وہ آجاتے
رات بھر زلف عنبرین بنتی

کاش سنتا نہ کوئی شور و فغان
دل کی جا چشم سرمگین بنتی

تونے ایسے بگاڑ ڈالے ہین
ایک کی ایک سے ہنسی بنتی

نہ چمکتی جو حسن کی تقدیر
کیون تری چاندسی جبین بنتی

پارہ جیب سے مرے اے کاش
دست وحشت کی آستین بنتی

ہم دنیا بھی قابل جنت
خوب بنتی اگر ہمین بنتی

۶۹

طبع نازک کا لطف تھا جب داغ
نازنینون مین نازنین بنتی

۱۱

ملاتی ہوا اسکو خاک مین جو کسی سے ملتا ہے
مرے جان چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

کہین ہے عید کی شادی کہین ماتم ہے مقتل مین
کوئی قاتل سے ملتا ہے کوئی بسمل سے ملتا ہے

پس پردہ بھی لیلی ہاتھ رکھ لیتی ہے آنکھون پر
غبار ناتوان قیس جب محمل سے ملتا ہے

بھرے ہیں تجھمین وہ لاکھون ہنر ای مجمع خوبی
ملاقاتی ترا گویا بھری محفل سی ملتا ہے

مجھے آتا ہی کیا کیا رشک وقت ذبح اس سے بھی
گلا جب دم لپٹ کر خنجر قاتل سی ملتا ہے

بظاہر باادب یون حضرت ناصح سی ملتا ہون
مرید خاص جیسے مرشد کامل سی ملتا ہے

مثال گنج قارون اہل حاجت سی نہین چھپتا
جو ہوتا ہی سخی خود ڈہونڈ کر سائل سی ملتا ہے

جواب اسبا لکا اوس شوخ کو کیا دے سکے کوئی
جو دل لیکر کہی کمبخت تو کس کس سی ملتا ہے

چھپائی سی کوئی چھپتی ہی اپنے دلکی بیتابی
کہ ہر تار نفس اپنا رگ بسمل سی ملتا ہے

عدم کی جو حقیقت ہے وہ پوچھو اہل ہستی سے
مسافر کو تو منزل کا پتا منزل سی ملتا ہے

غضب ہے داغ کے دل سے تمہارا دل نہین ملتا
تمہارا چاند سا چہرہ مہ کامل سے ملتا ہے

اوسکے در تک کسے رسائی ہے
وہی جائیگا جسکی آئی ہے

بات اک میرے دلمین آئی ہے
گر کہون تو ابھی لڑائی ہے

قتل کرتی ہے گفتگو اونکی
بات مین بات کی صفائی ہے

دوسری جان ہے تری الفت
ایک کھوئی ہی ایک پائی ہے

بھر دیا زخم مین نمک اوسنے / یہ دعا گو کی منہ بھرائی ہے
سچ ہے بے عیب ہے خدا کی ذات / تجھمین کیا جانی کیا برائی ہے
اے لب یار تجکو میری قسم / کبھی سچی قسم بھی کھائی ہے
اوسکے در تک پہنچ گیا قاصد / آگے تقدیر کی رسائی ہے

۱۷ — ۱۰

داغ اب وصل کا وصال ہوا
یار زندہ غم جدائی ہے

وہ بت دلمین مہمان ہوا چاہتا ہے / بنیاد دین و ایمان ہوا چاہتا ہے
لب یار خندان ہوا چاہتا ہے / کوئی عہد و پیمان ہوا چاہتا ہے
ترا پیرہن میری باتون سے ناصح / مرا بھی گریبان ہوا چاہتا ہے
تری دوستی مین یہ تھوڑی خوشی ہے / کہ دشمن پشیمان ہوا چاہتا ہے
شب وصل آخر ہوئی جلد جاؤ / یہان اور سامان ہوا چاہتا ہے
کہے دیتی ہے سرگرانی ہماری / اجل کا کچھ احسان ہوا چاہتا ہے
نگاہ تغافل نے تلوار کھینچی / یہان خون ارمان ہوا چاہتا ہے

تھکا کر بٹھانے لگی مجکو گردش
بیابان بھی زندان ہوا چاہتا ہے

اسیواسطے ہاتھہ اپنا ہی دلبر
کوئی اسکا خواہان ہوا چاہتا ہے

۷۲ کیا داغ کو اوسنے جھوٹا ہی وعدہ ۱۷
ترا کام آسان ہوا چاہتا ہے

کچھہ اور دل لگی نہین اوس خوش نصیب سے
ہم جانتے ہین کھیلتی ہو تم رقیب سے

کیا خوب راز دار ملا ہی نصیب سے
کھل کھیلے پردے پردے مین تمتو رقیب سے

پھر دعائے مرگ اوٹھین کس طرح سے ہاتھہ
چھٹتی نہین ہی نبض ہماری طبیب سے

مین بدگمانیون کا بھی ممنون ہوگیا
وہ حال پوچھہ لیتے ہین میرا طبیب سے

شوخی مین تمکنت ہی تو ہی نازنین بناز
تعلیم تمنے پائی ہے اچھے ادیب سے

اپنا ہی عکس کیون نہو اللہ ری حجاب
دیکھا نہ آئینہ کبھی اوسنے قریب سے

اخفای راز عشق کی عادت ہی ہی بری
ہمنے ہمیشہ حال چھپایا طبیب سے

ایسی غم فراق مین صورت بدل گئی
جھک جھک کے دیکھتے ہین وہ مجکو قریب سے

دیوانگی مین بھی نگئین اپنی شوخیان
گلشن مین پھول مانگتے ہین عندلیب سے

دشمن بنائی ہین مری قسمت نی سیکڑون
چاہا تجکو خلق نے میرے نصیب ہے

ای ناصح شفیق رہی کچھہ تو چھیڑ چھاڑ
ذکر حبیب کم نہین وصل حبیب سے

جو دیکھتا ہی اوسکو مجھے دیکھتا نہین
دنیا مین کون آنکھہ ملائے غریب سے

مانند برق مثل ہوا صورت نگاہ
اکثر نکل گئے ہین وہ میرے قریب سے

کہتا ہی مرتی دم بھی تجھہ اب شفا ہوئی
پالا پڑا مریض کو جھوٹے طبیب سے

ہمکو جلا جلا کے جہنم مین جائیگا
ناراض ہی خدا بھی ہمارے رقیب سے

کلکتے مین ہی شیخ نمائش کے کام کا
اس خلقت عجیب و لباس غریب سے

پوچھو جناب داغ کی ہمسی شرارتین
کیا سر جھکائی بیٹھے ہین حضرت غریب سے

۷۳ — ۱۶

درد بنکر دل مین آنا کوئی تمسے سیکھہ جائے
جان عاشق ہو کی جانا کوئی تمسے سیکھہ جائے

ہر سخن پیر روٹھہ جانا کوئی تمسے سیکھہ جائے
روٹھہ کر پھر مسکرانا کوئی تمسے سیکھہ جائے

وصل کی شب چشم خواب آلودہ کو ملتے اوٹھی
سوتی فتنے کو جگانا کوئی تمسے سیکھہ جائے

کوئی سیکھے خاکساری کی روش ہم سیکھائین
خاک مین دلکو ملانا کوئی تمسے سیکھہ جائے

آتے جاتی یونتو دیکھی ہین ہزارون خوش خرام
دلمین آنا دلسی جانا کوئی تمسے سیکھہ جاے

دیکھکر آئینہ اترای کہ ہم بھی کوئی ہین
اپنی نظرونمین سمانا کوئی تمسے سیکھہ جاے

اک نگاہِ لطف پر لاکھون دعائین ملگئین
عمر کا اپنی بڑھانا کوئی تمسے سیکھہ جاے

جانسے مارا اوسی تنہا جہان پایا جسے
بیکسی مین کام آنا کوئی تمسے سیکھہ جاے

فیلسوفی اے بتو تمکو زمانہ کیا سکھائے
بلکہ ہو کیسا ہی دانا کوئی تمسے سیکھہ جاے

جانتی ہو بات ہر غماز کی آیت حدیث
جھوٹ پر ایمان لانا کوئی تمسے سیکھہ جاے

کیا سکھائیگا زمانیکو فلک طرز جفا
اب تمہارا ہی زمانہ کوئی تمسے سیکھہ جاے

ہے تغافل مین بھی دزدیدہ نظر سے تاک جھانک
چور کو رستہ بتانا کوئی تمسے سیکھہ جاے

ہر گنہ سی توبہ کرے جب جوانی ہو چکی
زاہدا جنت مین جانا کوئی تمسے سیکھہ جاے

وہ کیا وعدہ کہ مین فرط خوشی سے رو دیا
ایسے ہنسنے کو رلانا کوئی تمسے سیکھہ جاے

غیر کو اپنا بنا لیتے ہین ہمکو وقت پہ
دوست کو دشمن بنانا کوئی تمسے سیکھہ جاے

۴۷
محو بیخود ہو نہین کچھہ دین و دنیا کی خبر
داغ ایسا دل لگانا کوئی تمسے سیکھہ جاے
۱۶

دیکھا تو شہر حسن مین چاہ ہی اور ہے
اوسکی ہوا ہی اور وہ دنیا ہی اور ہے

مجھکو رولا کے آپ ہنسی سے تڑپ گئے
خود لوٹنے لگی یہ تماشا ہی اور ہے

جی چاہتا ہی جسکو وہ یارب نصیب ہو
کیسا بہشت مجکو تمنا ہی اور ہے

اوس بیوفا کے ہاتھ رہا دل کا فیصلہ
نامنصفون سے طی ہو یہ جھگڑا ہی اور ہے

لو دیکھتے ہی غیر کو چتون بدل گئی
آنکھونکو دیکھئے تو اشارا ہی اور ہے

آئی تو کیا کہ پھر وہ کوئی دم مین جائینگے
کم جسقدر ہوا ہی غم اوتنا ہی اور ہے

کہتی ہین خواب مین شب وعدہ ہم آئے تھے
یہ مکر یہ فریب یہ دہوکہا ہی اور ہے

دیکھے جو تیری قد کو قیامت تو یہ کہے
سج دہج ہی اور ہی یہ سراپا ہی اور ہے

تم آئینہ ہی دیکھ کے حیران ہو گئے
واللہ میرے دلمین اک ایسا ہی اور ہے

جب اہل حشر سے نہ ملی میری واردات
سب نے کہا سنو تو یہ جھگڑا ہی اور ہے

حورونکی آرزو مین کیفیتین کہان
اللہ رکھی اوسکی تمنا ہی اور ہے

سہوٹین یہ کان گر قم عیسی کی ہو ہوس
مرتے ہین جسپہ ہم وہ مسیحا ہی اور ہے

قاتل کو زیر قبر بھی دیتی رہے دعا
سر جاکے بھی نجای یہ سودا ہی اور ہے

کرتا ہون صبر اونکی جفا پر تو کہتے ہین
یہ دل ہی اور ہے یہ کلیجا ہی اور ہے

کیسا نیاز کسکی وفا کسکی عاشقی
تم جانتے نہین مجھے دعوا ہی اور ہے
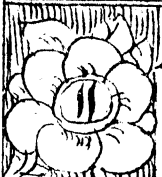
۷۵ اجمیر ہو کے جائینگے اے داغ ہم بہار
ابکی برس سفر کا ارادہ ہی اور ہے ۱۱

نکل جائے یہ حسرت وہ نہین ہے
بدل جائے یہ قسمت وہ نہین ہے

وہی تم ہو طبیعت وہ نہین ہے
وہی صورت ہے سیرت وہ نہین ہے

پکار اوٹھکر مین حور کی شکل
خداوندا یہ صورت وہ نہین ہے

تمہارا دل تو دیکھو ہاتھ رکھکر
وہی ہے یا محبت وہ نہین ہے

کہے دیتے ہین ہم دھوکا نہ کھانا
ہماری اب طبیعت وہ نہین ہے

دکھائے بت برہمن شیخ حورین
پلٹ جائے یہ نیت وہ نہین ہے

ترا دل کیا تری گھر مین بھی مجکو
ٹھہرنے دے یہ وحشت وہ نہین ہے

مرے مرقد پہ بولے ہاتھ مل کر
اوسکی ہے یہ تربت وہ نہین ہے

یہان قیدی ہین تھے دنیا مین آزاد
ہمین جنت مین راحت وہ نہین ہے

جنہیں تم سمجھے ہو دل میں چارہ سازو
علاج درد فرقت وہ نہیں ہے

۷۶ گئی محفل کی رونق داغ کے ساتھ ۱۶
وہی دم تھا غنیمت وہ نہیں ہے

مُرادیں ہاں نہ ہوں ہاں ہو قضا کی آنے کی
بُری گھڑی تھی دل مبتلا کے آنے کی

شب وصال نہ ٹھہری حیا کی آنے کی
کہ پھر کبھی نہیں یہ رت آ جا کی آنے کی

تمہارے دن ہیں قیامت اوٹھا کے پھر نکلی
تمہاری عمر ہی ناز و ادا کی آنے کی

دم اخیر مجھے اسکی کیا خوشی کم ہے
کہ دیکھی چال تری مسکرا کی آنے کی

شگاف چرخ سے آہ کیا ہوا حاصل
کہ اور راہ کھُلی ہر بلا کی آنے کی

لگائی بیٹھے ہو مہندی عبث شب وعدہ
تمہیں امید ہی رنگ حنا کی آنے کی

کرینگے صبح قیامت بھی انتظار عبث
کہ عادت آپکو ہے دن چڑھا کی آنے کی

وہ میری قبر پر آتے ہیں خوں بہا لیکر
یہی تو وجہ ہے خلق خدا کی آنے کی

جواب وصل سے کیونکہ نہ ہیں شادی مرگ
خوشی بھی اور خوشی مرحبا کی آنے کی

وہ سادہ دل ہوں کہ تا وقت واپسیں مجکو
جمی ہوئی ہے بُت بیوفا کی آنے کی

مرا خیال تو آنے دیا نہ تم نے مگر
ہوئی نہ روک دل مبتلا کی آنے کی

شب فراق ہجوم بلا سے کیا مرتا
کہ راہ بند ہوئی تھی قضا کی آنے کی

مری بلا سے فرشتیں رہے ہم ناشاد
مجھے تو عید ہے روز جزا کی آنے کی

بنا ہوں میں نفس واپسیں نقاہت سے
نہ آکے جانیکی طاقت نہ جا کی آنیکی

رہی ہے منزل مقصود ہاے تھوڑی سی
خبر نہ تھی مجھے سیل فنا کی آنیکی

۷۷

ابھی تو کھیل ہیں اے داغ شوخیاں اونکی
پھر آرزوئیں کروگے حیا کی آنے کی

۱۵

دنیا میں کوئی لطف کرے یا جفا کرے
جب میں نہیں بلا سے مری کچھ ہوا کرے

اس جور پر وفا نکرے یا وفا کرے
میری جگہ نصیب سے تو ہو تو کیا کرے
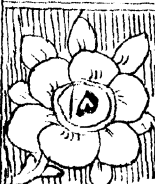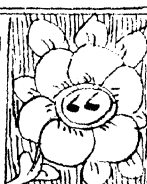
آتے ہی اونکو ہوش قیامت بپا ہوئی
مانگیں تھیں کیسی دعائیں کہ یہ دن خدا کرے

کیوں اے ستم شعار وہ کہنا بھی یاد ہے
تجھسے وفا کرے تو خدا سے دعا کرے

لذت کو عشق کے غم جاوید چاہئے
تھوڑی سی زندگی ہے کہانتک وفا کرے

گو وعدہ دروغ کی بھی عہد ہو گئی
امید ہی نہیں جو کوئی التجا کرے

روز جزا اگر ہو سوال و جواب مین — کچھہ گفتگو ہماری تمہاری ہوا کرے

اس التجا کے ساتھہ کہا ہمنے حال دل — جیسے اخیر وقت مین کوئی دعا کرے

دلکی طرح سے جان بچائیگی عشقمین — پھر کچھہ وفا کرے تو کبھی بیوفا کرے

بیتاب ہے یہ تیغ نہ وقت امتحان — دلکا غلام ہو جو تحمل ذرا کرے

منظور کسکو ہے جو اٹھائے بلائے عشق — جب سر پہ آ پڑے تو کوئی کیا کرے

مجھکو پسند آگئی دیوانگی مری — تیری خوشی سے کام کوئی کچھہ کیا کرے

دل نخل تن مین ایک ثمر خوشگوار ہے — اے کاش تیغ یار سے یہ پھل نیا کرے

معشوق بے نیاز ہے عاشق کو چاہئے — لب سے کرے جو شکوہ تو ویسی دعا کرے

۷۸

اس عشق مین کسیکا اجارا نہین ہے داغ — پروردگار جسکو یہ دولت عطا کرے

۱۲

ستمگر نے پر جور دیا آدمی ہمیشہ ہے — ناصح عاقل ترا اگر یار ان دیدہ ہے

جاتے ہین جاگ گزو لے فراق یار کے — فتنہ روز قیامت فتنہ خوابیدہ ہے

مین بھی دیکھون نکلتا ہے یہ تنکا کس طرح — چارہ گر کی آنکھہ مین سیر تن کا شنیدہ ہے

کیون کہون کیونکر کہون کس سے کہون کیا کیا کہون
آپکی کیا بات ہی جو بات ہی سنجیدہ ہی

تو نے کہا ہی رقیب تیرے شوق کی دلپہ ہاتھ
آج کیون پھیکا ترا دست حنا مالیدہ ہی

تیر حسب بیٹھا مری دلمین ترازو ہو گیا
اس سے یہ ظاہر ہوا قاتل بہت بخیدہ ہی

مین تو ان باتون کا قائل ہون مری خط کا جواب
جسقدر ہی مختصر ہی چیدہ ہی پیچیدہ ہی

خاک مین اسنے ملایا مجھکو پا مینے اسے
آج مین ہون اور یہ میرا دل تفسیدہ ہی

زہر کھا کر ملگئی ہین خاک مین عاشق بہت
اوگ گیان ہین یکیہ تو یا سبزہ رسیدہ ہی

خوب آتا ہی لگا لینا نگاہ یار کو
ایک سے ان بن ہوئی تو دوسرا گرویدہ ہی

اوس ستمگر نے مری پیغامبر سے یہ کہا
مر نہین جاتا اگر آزردہ ہی رنجیدہ ہی

٧٩

سیر نظارہ چلا ہے کوچۂ قاتل مین داغ
کس بلا کا ہی کلیجہ کس غضب کا دیدہ ہی

١٠

پیام کامیاب آئے نہ آئے
خدا جانے جواب آئے نہ آئے

تری غمزونکو اپنے کام سی کام
کسی کے دلکو تاب آئے نہ آئے

ادے شرمائینگے ذکر عدو پر
یہ قسمت ہی حجاب آئے نہ آئے

تم آؤ جب سوار توسن ناز
قیامت ہمرکاب آئے نہ آئے

شمار اپنی خطاؤن کا بتادون
تمہین شاید حساب آئے نہ آئے

نئی خنجر سے مجھکو ذبح کیجے
پھر ایسی آب و تاب آئے نہ آئے

شب وصل عدو تیری بلا سے
کسی مضطر کو خواب آئے نہ آئے

پیونگا آج ساقی سیر ہو کر
میسر پھر شراب آئے نہ آئے

یہ جا کر پوچھ آ تو اوس سے دربان
کہ وہ خانہ خراب آئے نہ آئے

۸۰ ۱۵

نہ دیکھو داغ کا دیوان دیکھو
سمجھ مین یہ کتاب آئے نہ آئے

بعد مردن بھی خیال رخ قاتل ہے وہی
جب ہم آنکھہ چراتے تھے مقابل ہے وہی

عشق کا کوئی نتیجہ نہین جز درد و الم
لاکھہ تدبیر کیا کیجے حاصل ہے وہی

چار دن بھی جو تقدیر مین تھا وہ نہین
ہم وہی تم ہو وہی شوق وہی دل ہے وہی

خضر سے پوچھے کوئی عمر ابد کی تکلیف
زندگی نام ہے جس چیز کا قاتل ہے وہی

مر گئے خسرو و جمشید سے میکش لاکھون
رونق ساغر و آرائش محفل ہے وہی

مانگی جائینگی دعا ہوگی نہ کب تک مقبول
در سے جو کبھی ٹلتا نہو سائل ہے وہی

رشک اغیار نے کیا وہم مین ڈالا مجکو
وہ ہین پہلو مین یہ اندیشۂ باطل ہے وہی

طپش دل تہ شمشیر نہ دیکھو دیکھو
جس سے قاتل بھی تڑپ جائے یہ بسمل ہے وہی

دیکھکر مجمع اغیار یہ اُنسے پوچھا
ہم جہان رہتے تھے دنرات یہ محفل ہے وہی

کام دُنیا مین نکلتا نہین آسانی سے
جسکو ہم سہل سمجھ لیتے ہین مشکل ہے وہی

شور اوٹھتا ہے ہر سوے انا لیلے کا
قیس گر دلکو سمجھتا کہ یہ محفل ہے وہی

باری اتنا تو مرا دھیان اب نہین رہتا ہے
سب سے کہتے ہین مگر جو کہ قابل ہے وہی

بڑھ گیا سیر مین لہو اُنکو جو آتے دیکھا
خود نہ پہچان سکا مین کہ مرا دل ہے وہی

نام پاتی ہین محبت مین جو مٹجاتی ہین
جسکے ہونیکا گمان بھی نہین دل ہے وہی

انتظار نفس باز پسین ہے ہر دم
سیر منزل ہوئی تمام مگر دوری منزل ہے وہی

حسرتون کی ہے تباہی سے تباہی دل مین
جس جگہ قافلے لٹتے ہین وہ منزل ہے وہی

کیا تو نکی نئی حورون مین ادائین ہونگی
آدمی کے لئے جنت مین بھی مشکل ہے وہی

١٥ — ٨١

جو کہی داغ نے بیت وہ لکھ لو دل پر
اس خرابات مین اک مرشد کامل ہی وہی

میری فریاد دوسرا نہ سُنے
تم سنو اے بتو خدا نہ سنے

راز اپنا کبھی کہا نہ کرے
حال میرا کبھی سُنا نہ سُنے

خوبرو وہ جسے زمانہ کہے
گفتگو وہ جسے زمانہ سُنے

غیر بھی گر کرے مری تعریف
تو بھی ہرگز وہ بیوفا نہ سنے

کیون سُنے وہ شکایتِ بیداد
صفتِ خنجر ادا نہ سنے

اس لئے ہی پیامبر کی تلاش
مجھسے میرا وہ مدعا نہ سنے

سنکے دشنام پی گئے ناصح
کان وہ ہین جو ناروا نہ سنے

پہلے گالی وہان ہی پیچھے بات
اب سُنے اوسکو کوئی یا نہ سنے

دوستی کیا اسیکو کہتے ہین
آشنا کی جو آشنا نہ سنے

دیدہ و دل مین اسلئے ہی فرق
ایک کا ایک ماجرا نہ سنے

کیون نہ بنتا وہ صورتِ تصویر
مدعا تھا کہ مدعا نہ سنے

ہوش اوڑتے ہین دیکھکر اونکو
ایسے دیکھے پری لقا نہ سنے

سُن سکے تیری منہ سی کیا انکار
لن ترانی کی جو صدا نہ سنے

ہجر مین جو دعائین مانگین ہین
کوئی اللہ کے سوا نہ سنے

۸۲
۱۵
داغ کو چین ہے نہین آتا
اوس سے جب تک برا بھلا نہ سنے

فرقت کی شب یہ کام لیا دلکی داغ سے
ڈہونڈہا اجل کو تابہ سحر اس چراغ سے

تفریح ٹپکی پڑتی ہے اونکے دماغ سے
گلگشت کرکے آئی ہین شبنم کے باغ سے

کھاتے ہین داغ دوست مر دلکی داغ سے
سچ ہی چراغ ہوتا ہی روشن چراغ سے

اللہ رے غرور و نزاکت مزاج کی
اپنی بھی زلف سونگھتی ہین کس دماغ سے

توبہ تو کرچکا ہون مگر اب بھی شوق ہے
خالی صراحی و خم و جام و ایاغ سے

شہ رگ سے پاس اور پھر اوسکا مقام دور
ہر جائی اور پھر نہین ملتا سراغ سے

گر بعد مرگ وسعت دل ہو نصیب مین
کنج لحد بھی کم نہو کنج فراغ سے

فرہاد و قیس ایک جنون مین ہین مبتلا
دامان کوہ لستہ ہی دامان راغ سے

بوی وفا بھی آئی تو ہوتا ہے درد سر
کیونکر نبھے گی اون سے نازک دماغ سے

پیتے ہین زیر خاک بھی رندان بادہ کش
گرتی ہے جب شراب چھلک کر ایاغ سے

فریاد عندلیب کو سمجھے مری فغان
گھبرائی منہ بنائے وہ آتی ہین باغ سے

دل بجھ گیا ہے اوسکی تسلی کے سامنے
خورشید و ماہ و اختر و شمع و چراغ سے

ہر شان مین نشان ہے ہر رنگ مین ظہور
آوارہ مین ہوا ہون کسیکے سراغ سے

ہر وقت تازہ فقرہ ہے اونکی بات مین
ہر دم نئی اوترتی ہے اونکے دماغ سے

۹۳ — ۱۲

دنیا مین ایسے لوگ مصیبت زدہ کہان
روئے ہم آج خوب گلے مل کے داغ سے

آرزو یہ ہے کہ دم نکلے تمہارے سامنے
تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے

حشر کے دن بھی ہو شرح غم تمہارے سامنے
سب خدا کے سامنے ہون ہم تمہارے سامنے

آدب آئی تم کو کر کر کے تم گھبرا گئے
درد دلمین ہوگا کم کم تمہارے سامنے

روبرو کیسے بٹھایا کس طرح سے غیر کو
ہو رہے ہین اک فتنۂ عالم تمہارے سامنے

بعد میرے روئیگا سارا زمانہ دیکھنا
دھوم سے ہوگا مرا ماتم تمہارے سامنے

آئی ہے کیا میری شامت آئی ہے کیا میری
میں کروں اظہار درد و غم تمہارے سامنے

قتل کر ڈالو ہیں یہ جرم الفت بخش دو
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے

واعظو تم کو نہو زندان جنت کا یقین
خود گئے ہیں حضرت آدم تمہارے سامنے

اک تمہاری جیب میں یہ اعجاز دیکھے آج تو
دم بخود ہے عیسیٔ مریم تمہارے سامنے

اب بھیا کی وہ دن بھی یاد ہیں جھٹ جھینپ گئے
آ گیا جب کوئی نامحرم تمہارے سامنے

حال دل میں کچھ نہوتا شیر یہ ممکن نہیں
کوئی اتنا ہو کہے ہر دم تمہارے سامنے

٩٣

مجھکو اوس سر کی قسم اب تک وہی ہے اضطراب
داغ مضطر کا جو تھا عالم تمہارے سامنے

١٦

پھر کہیں چھپتی ہے جب ظاہر محبت ہو چکی
ہم ہی رسوا ہو چکے انکی بھی شہرت ہو چکی

دیکھکر آئینہ آپ ہی آپ وہ کہنے لگے
شکل یہ پائی تو کیا حوروں کی صورت ہو چکی

غیر کے آگے تو کی ہو گی خدائی اسقدر
میرے منہ پر بار ہا میری شکایت ہو چکی

مرگئے ہم مر گئے اس ظلم کی کچھ حد بھی ہے
بیوفائی ہو چکی اب بیمروت ہو چکی

کیا ہمارا جرم ٹھہرا کیا سنا عذر گناہ
وای حسرت ایکہی میں قیامت ہو چکی

یہ تری چشم فسونگر مین کمال اچھا ہے — ایک کا حال برا ایک کا حال اچھا ہے

تاک کر دلکو وہ فرماتی ہین ال اچھا ہے — یہ خدا کی قسم انداز سوال اچھا ہے

روسیاہی خط عارض کی مٹی تیرے مین — کیا قیامت ہے کہ کافر کا مآل اچھا ہے

فکر ہے داور محشر نہ توجہ سے سنے — غیر کے نامۂ اعمال مین چال اچھا ہے

مول لے لیتی ہین غم و رنج شب وصل مین ہم — کثرت عیش مین تھوڑا سا ملال اچھا ہے

تنگ ہمت ہی اگر دولت کونین ملے — جو نہ پورا ہو کسی سے وہ سوال اچھا ہے

جہان لی ہمنی جہان گذر انکی گذری — ساری بازار مین اک تو ہی مال اچھا ہے

عوض نقل و گزک اسکو چبا لیتا ہون — سوندھا سوندھا ہے مرا جام سفال اچھا ہے

وہ عیادت کو مرے آتی ہین لو اور سنو — آج ہی خوبی تقدیر سے حال اچھا ہے

طائر قبلہ نما کو ہے حیات جاوید — زندگانی کا مرا بچۂ بال اچھا ہے

آنکھ صیاد کی لاکھون پڑیگی اسیر — آشیان جسپہ مرا ہو وہ نہال اچھا ہے

مرض عشق کی صحبت ہے اوٹھا الزام — ہم مرے جاتے ہین جسپر وہ ترسی حال اچھا ہے

آگئی غیر کے مطلع مین بہا کہانسی خوبی — وہ مرے دل مین ہے جو حرف سوال اچھا ہے

اور تو کیا تری تصویر بھی تجھسے یہ کھے
واقعی مجھسے ترا حسن و جمال اچھا ہے

بد دعا لگ گئی کیا تیرے مریض غم کی
چارہ گر مرتے ہیں بیمار کا حال اچھا ہے

گریہ شب سے جو تاثیر کی امید بندھی
ہنسکے تقدیر پکاری یہ خیال اچھا ہے

آپکی جسمین ہو مرضی وہ مصیبت بہتر
آپکی جسمین خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

جو نگاہوں میں ادا ہو وہ جواب اولی ہی
جو اشاروں میں ہو پورا وہ سوال اچھا ہے

٩٦

داغ تم اور پڑھو شعر ابھی چپ نہ رہو
کہ یہاں مجمع ارباب کمال اچھا ہے

٢١

غیر کے نام سے پیغام وصال اچھا ہے
چھیڑ کا جسمین مزا ہو وہ سوال اچھا ہے

کبھی کہتا ہوں محبت کا مآل اچھا ہے
کبھی کہتا ہوں جواب اسکا بھی حال اچھا ہے

یہ بھی کہتے ہو کہ بچپن کیا کسنے تجھی
یہ بھی کہتے ہو مرا حسن و جمال اچھا ہے

دل تو ہم دینگے مگر پیشتر اتنا کہدو
ہجر اچھا ہی تمہارا کہ وصال اچھا ہے

یہ تو بہتر ہے کہ دنیا میں ہو عقبے کا خیال
کچھ تو عقبے میں بھی دنیا کا خیال اچھا ہے

یہی لت دے کا مزا ہے کہ اُڑیں گلچھرین
ہاتھ آئی ہی جو اڑجائے وہ مال اچھا ہے

صلح دشمن سے بھی کر لینگی ترے خاطر سے
جسطرح سے ہو غرض رفع ملال اچھا ہے

اک کا نہیں بھی کہہ آئے ہیں ہم دل اپنا
دو سے سبکو بتاتی ہیں وہ مال اچھا ہے

کیا وہ غارتگر دین حشر کو اوڑ جائیگا
ہر مسلمان کا سنتے ہیں مآل اچھا ہے

روز بد سے نہیں تا عمر محبت مین نجات
تو جس سال مین آئی وہی سال اچھا ہے

اپنی تعریف سی چڑھتی ہوا اگر جانے دو
چشم بد دور ہمارا ہی جمال اچھا ہے

لوگ کہتے ہین بھلائی کا زمانہ نہ رہا
یہ بھی کہدین کہ برائی کا مآل اچھا ہے

رقم شوق کی تاثیر سے اوڑنا بہتر
طائر نامہ سا بے پر و بال اچھا ہے

ایسے بیمار کی افسوس دوا ہو کیونکر
ابھی دم بھر مین برا ابھی حال اچھا ہے

دیکھنے والونکی حالت نہین دیکھی جاتی
جو نہ دیکھے وہی مشتاق جمال اچھا ہے

یاد کہا دو مجھے تم یاد لگا ناخن اپنا
یا یہ کہدو مرے ناخن سے ہلال اچھا ہے

تم نہین اور سہی لاکھ طلبگار بہت
سو خریدار ہین موجود جو مال اچھا ہے

دلمین خوش ہین تپ غم کی مری کہتی ہین
آپ مرتے نہین آپکا حال اچھا ہے

باغ عالم مین کوئی خاک پھلے پھولیگا
برق گرتی ہے ادھر جو نہال اچھا ہے

عرصۂ حشر میں سب ہو گئے خواہاں اوسکے
ہمسے پوچھے کوئی دنیا ہی ہے کیا شے اچھی

لوگ کہتے ہین اشارۃً دن سے یہ ملال اچھا ہے
رنج اچھا ہے غم اچھا ہے ملال اچھا ہے

۸۷

آپ چھپاتے نہیں جو رہے تو بہ نکرین
آپ گھبرائین نہین داغ کا حال اچھا ہے

۹

یون چلے راہ شوق مین جیسے ہوا چلے
ہم بیٹھ بیٹھ کر جو چلے بھی تو کیا چلے

بیٹھے اودا اس اوٹھے پریشان خفا چلے
پوچھے تو کوئی آپ سے کیا آئے کیا چلے

آئینگی لوٹ لوٹ کے قاصد یہ آفتین
غافل ادھر اودھر کبھی راہ دیکھتا چلے

ہم ساتھ ہو لیے تو کہا اوسنے غیر سے
آتا ہے کون اس سے کہو یہ جدا چلے

بالین سے میرے آج وہ یہ کہکے اوٹھ گئے
اسپر دوا چلے نہ کسی کی دعا چلے

موسیٰ کی طرح راہ مین پوچھی نہ راہ راست
خاموش خضر ساتھ ہمارے چلا چلے

افسانۂ رقیب سے لو بے اثر ہوا
بگڑی جو سب سے کہیں وہاں جمع کیا چلے

رکھا دل داغ کو تو روک تھام کر
اس عمر بیوفا پہ مرا زور کیا چلے

۸۸

بیٹھا ہے اعتکاف مین کیا داغ روزہ دار

۱۲

اے کاش میکدہ کو یہ مردِ خدا چلے

داغ اوس بزم مین مہمان کہا جاتا ہے
تیرا اللہ نگہبان کہان جاتا ہے

غیر کا شکوہ بھی کرتا ہی تو کس لطف کی ساتھ
اونسے تعریف کا عنوان کہان جاتا ہے

وہ بھی ان پایہ دہن پہ کہی منا تھی مجھے
آ ادہر مین ترے قربان کہان جاتا ہے

باغ فردوس مین حورونسے بھی دل لوٹ لیا
جو ہی تقدیر کا نقصان کہان جاتا ہے

پانوُنسی میرے بیابان کہان چھٹتا ہے
ہاتھ سے میرے گریبان کہان جاتا ہے

غیر جاتا تھا وہان مینے یہ کہکر روکا
تجھ سے کچھ جان نہ پہچان کہان جاتا ہے

درِ فردوس سے ممکن ہے کہ دربان ٹلجاے
اوسکی دروازے سے رضوان کہان جاتا ہے

ہجر کے دنکی مصیبت تو گذر جائیگی
وصلکی رات کا احسان کہا جاتا ہے

روٹھکر بزم سے اوٹھا تو نہ روکا مجھکو
نہ کہا اوسنے کہ مہمان کہان جاتا ہے

بند کرتے ہو جو ہاتھونسے تم آنکھین میری
کیا کہون مین کہ مرا دہیان کہان جاتا ہے

بزم سے آنکھ چرا کر جو چلا مین تو کہا
ٹھہرا و چور بد اوسان کہان جاتا ہے

آرزو وصلکی ہوتی ہی سوا بعدِ وصال
جان جاتی ہی یہ ارمان کہان جاتا ہے

۸۹ داغ تمنے تو بڑی دہوم سی کی تیاری
آج یہہ عید کا سامان کہان جاتا ہے ۱۸

کچھ وہ سرگرم سخن نام خدا ہونے لگے
اب خدا چاہے تو مطلب بھی ادا ہونے لگے

وہ نگاہ ابر کی رسے آشنا ہونے لگے
سیر تو جب ہے کہ دونی مین فدا ہونے لگے

غیر کے مذکور پر مین بگڑتا تھا بجا
ٹھہرو ٹھہرو سنبھلو سنبھلو کیا سے کیا ہونے لگے

مین ہی چوکلہ منی ظاہر کردئی انداز عشق
اس روش سے سیکڑون اونپر فدا ہونے لگے

جب شب فرقت اوٹھائی مینی کچھ دست دعا
درد اوٹھا کر ہاتھ شانون سے جدا ہونے لگے

سخت گردش نا امیدی ہمسفر منزل بعید
عاقبت تھک تھک کے نالی نارسا ہونے لگے

سلب کرلے یا الٰہی آسمان کا اختیار
جب کسی معشوق سی عہد وفا ہونے لگے

شکوۂ نا آشنائی نے بڑہایا اور رشک
میری ضد سے وہ تو سب سے آشنا ہونے لگے

المدد اے ہمنشینو ابتدائی عشق ہی
اب سنبھالو ہم گرفتار بلا ہونے لگے

شکوۂ آزردگی سنکر کہا تو یہ کہا
کیا غرض کیا واسطہ ہم کیون خفا ہونے لگے

اب گئی وہ وقت بس جم آگیا پیار آگیا
تھوڑے تھوڑے دل مین تم اے مہ لقا ہونے لگے

وہ قیامت کی گھڑی وہ موت کا ہی سامنا
جب کوئی معشوق سے ملکر جدا ہونے لگے

پردے پردے مین ہے بہتر ہمسے اونسے چھیڑ چھاڑ
کیا مزا رہجای جبدم برملا ہونے لگے

ہائی اوسکی فکر اوسکی بیقراری اوسکی یاس
خلق کی جب نامۂ اعمال وا ہونے لگے

اضطراب شوق کا عالم کہون کیا اوسگھڑی
جب کسی کافر کی وا بند قبا ہونے لگے

میہمانونکو بلاتے ہین خوشی کیواسطے
تم تو آتے ہی بگڑ بیٹھے خفا ہونے لگے

غیر اچھا ہین برا یون ہی سہی چپ ہو رہو
رفتہ رفتہ یہ نہو حجت سوا ہونے لگے

داغ مین پرچا ہی لگا باتون باتون مین اونہین
شرط یہ ہی میرا اونکا سامنا ہونے لگے

[۹۰] [۲۱]

لیکے دل کہتی ہو کیون دیتے ہین جلنی کے لئے
ملگیا خوب بہانہ یہ ٹہلنے کے لئے

باغ عالم مین ہین سب پہولنی پہلنے کے لئے
ورنہ کیا داغ تری طرح سے جلنے کے لئے

اونہین فرصت بہی ملی گہر سے نکلنی کے لئے
دوپہر چاہیئے پوشاک بدلنے کے لئے

تیرا غصہ ہو کہ ہو میری طبیعت ظالم
یہ بلائین نہین آئین کبہی ٹلنے کے لئے

اپنی تصویر ہی وہ کاش مجہی بہجوا دین
مشغلہ چاہئی کوئی تو بہلنے کے لئے

چھیڑ کر تذکرۂ غیر کہین کیا تجھسے
جو مزے ہین تری آنکھہ بدلنے کے لئے

شوخی و شرم و ادائین تری دو چہرن ہین
ایک جلنے کی لئے ایک نہ جلنے کے لئے

آتش رشک عدو خاک کریگی ہمکو
لاگ کی آگ بُری ہوتی ہے جلنے کے لئے

کونسی کی نہ دوا کونسی مانگی نہ دعا
ہمنے کیا کیا نہ کیا اپنے سنبھلنے کے لئے

ہی بہانا تک تو اسی رشک کے بہتر تین
حسن یوسف نہ ملی رنگ نکلنے کے لئے

ہاتھہ پاؤن بھی شب وصل تھی ضد بھی تھی ادہنین
ہاتھہ جلنے کے لئی پاؤن مچلنے کے لئے

ابر کیا سبز کرے مجھہ شجر سوختہ کو
آب حیوان ہو مگر پھولنی پھلنے کے لئے

چارہ گر زندہ رہیگا تو کریگا تدبیر
چاہئے عمر خضر میرے سنبھلنے کے لئے

وصل دشمن کی گھڑی تھی کہ ہوا اپنا وصال
ساعت اچھی نہ ملی جان نکلنے کے لئے

جنبش لب کبھی دیتے ہین وہ اب ہنستی ہین
موجزن چشمۂ حیوان ہے ابلنے کے لئے

غم کی دیوار کھڑی ہوگئی دلکے اندر
میرے ارمان ترستے ہین نکلنے کے لئے

ہین کلیجے سے ملون سے سر ملون دلسے ملون
اپنی تلوار مجھے دیجئے ملنے کے لئے

خاک ٹھہرے تری کوچے مین ہی القاتل
مستعد نقش کف پا بھی ہے جلنے کے لئے

کہائی جاتا ہی مجہے غنچۂ خونخوار ترا — یہ اوگلنے کو ہے یہ کہ نگلنے کے لئے

تو مری لاش کو ٹھکرا کے چلا ای مست شباب — ٹھوکرین کہاتے ہین انسان سنبھلنے کے لئے

(۹۱) بزم اغیار مین تم چہپکے نہ بیٹھو ای داغ
چاند چہپنے کو ہے یہ کہ نکلنے کے لئے (۲۶)

طور کے پہلو مین اک بتخانہ ایسا چاہیے — شور اوٹھے جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے

عشق مین اہمت مردانہ ایسا چاہیے — یہ کبھی اپنا ہو یا بیگانہ ایسا چاہیے

دوست کوئی عاقل و فرزانہ ایسا چاہیے — جو کہی اوس سے ستم بیجا نہ ایسا چاہیے

دیکھنا کس لطف سے کہتا ہون اپنی واردات — داور محشر سنے افسانہ ایسا چاہیے

دلربا کہلا کے دل آزار ایسا ڈھونڈھ لی — آشنا کہئے جسے بیگانہ ایسا چاہیے

ایک قطرہ بہی ای ساقی کم ظرف کو — انتظام بادۂ و پیمانہ ایسا چاہیے

دل مرا اہل وطن سے ہی بہت کہٹکا ہوا — خار تک جسمین نہو ویرانہ ایسا چاہیے

مول لیکر قیس کی تصویر وہ نادم ہوئے — مینی جب چہیڑا انہین بولے نہ ایسا چاہیے

اس ادا سے قتل کر تجکو مرے سر کی قسم — سب کہین انداز معشوقانہ ایسا چاہیے

تیر تیرا دل میں رہکر کھینچا کس طرح
جو کرے ملکر دغا بیگانہ ایسا چاہیے

دل لیا تو کیا لیا جرم وفا پر آپ نے
دے سکون جسکو نہیں جرمانہ ایسا چاہیے

دل جلونکی سوز دلکا ہو اثر دونو جگہ
گرم ہو کونین آتشخانہ ایسا چاہیے

چشم پُر فن سے پیتے ہیں ہم جو وہ بادہ نوش
اور کیسا چاہیے پیمانہ ایسا چاہیے

دیکھکر چاہت مری کہتے ہیں سب اہل نظر
گل کو بلبل شمع کو پروانہ ایسا چاہیے

بھیس بدلے حضرت زاہد ہیں عجب رہتے چھپے
شہر میں پوشیدہ اک میخانہ ایسا چاہیے

دست مژگان سے کرو کنگھی تمہاری زلف میں
ایسی موے عنبریں میں شانہ ایسا چاہیے

یہ اگر نغمون سے ہو لبریز وہ نالون سے گرم
عیش خانہ ہو کہ ماتم خانہ ایسا چاہیے

چاہنے والون سے کم ہوتی نہیں چاہت کبھی
چاہیے تو چاہیے یہ کیا نہ ایسا چاہیے

گونج اوٹھے گنبد گردون ہلجائے زمین
میکشونکا نالۂ مستانہ ایسا چاہیے

بیوفائی تم کرو نا آشنائی تم کرو
تمکو ایسا چاہیے جانانہ ایسا چاہیے

نامۂ اعمال مجھسے چھینکر محشر میں وہ
کہتے ہیں اپنے لئے افسانہ ایسا چاہیے

جسپر سہے صبر الفت میں جفا پہ ہو وفا
تجکو تو اے ہمت مردانہ ایسا چاہیے

ہجر سے اوس شمع رو کی دل جلا فرقت میں بھی
جو اندھیرے میں جلے پروانہ ایسا چاہئے

طور پر ہم بھی گئے تھے کچھ نظر آتا اگر
تو یہ کہتے جلوۂ جانانہ ایسا چاہئے

اس بہانے سے دکھا دیں انکا نقشہ ہم اونہیں
ہمکو اک ٹوٹا ہوا پیمانہ ایسا چاہئے

۹۲

خوب جی بھر کے سنا پہلے تو قصہ داغ کا
پھر کہا دل تھام کر افسانہ ایسا چاہئے

۹

آج اونکے بھید صورت سے ظاہر ہو گئے
غیر کا مذکور آیا تھا کہ تر بہر ہو گئے

دیکھتے ہی شکل راز دل سے ماہر ہو گئے
پھر وہ ٹالے سے ٹلے جس بات کے سر ہو گئے

چال اونکی دیکھنا گویا بڑے منظوم ہیں
سب سے پہلے عرصۂ محشر میں حاضر ہو گئے

وصل کی شب تیرے سر آدمیں کیا ذوق شوق
صبح کی ہوتی ہی رخصت سب مسافر ہو گئے

حضرت ناصح نے پیکر مے یہ اچھی چال کی
محتسب سے جا ملے رندوں کے مخبر ہو گئے

کیوں قسم کھاتی ہو اب ہمکو نہیں مٹتے ملال
وہ کہے دیتی ہے چتون تم خفا پھر ہو گئے

ہمنے تو تجھے نہ دیکھی جاننے والی ترے
رفتہ رفتہ جان بھی سب اول آخر ہو گئے

شکوہ کرتا تو خدا جانے وہ کیا کرتے غضب
سننے کی تعریف وہ اولٹے مرے کافر ہو گئے

۹۳ داغ تم آئے تھے بزم عیش مین خوش خوش ابھی
کیا ہوا کس واسطے افسردہ خاطر ہوگئے ۱۵

جب مئی لالہ فام ہوتی ہے
مجکو توبہ حرام ہوتی ہے

یہ بھی طرزِ خرام ہوتی ہے
ساری دُنیا تمام ہوتی ہے

خوبرو وہ ہی جسکی خو اچھی
شمعِ صورت حرام ہوتی ہے

توڑتا ہی اوسیکو وہ گلچین
جو کلی دلکی خام ہوتی ہے

دل ہی دلمین تری رقیبون سے
گفتگو لاکلام ہوتی ہے

صبح ہونے تو دو چلے جانا
شب کی نیت حرام ہوتی ہے

کیا خوشی ہی کہ میرے پہلو مین
دعوتِ خاص و عام ہوتی ہے

حرف مطلب کہا نہین جاتا
بات اون سے مدام ہوتی ہے

نہین کھنچتی مجہی سے تیری شبیہ
تجہہ سے کب ہم کلام ہوتی ہے

یہ سنا ہی کہ برہمن سے بھی
شیخ کی رام رام ہوتی ہے

دمِ آخر تو کچہ مری سنلو
آج حجت تمام ہوتی ہے

تیرا وعدہ ہے کس قیامت کا
رات دن صبح و شام ہوتی ہے

ہجر کا دن ڈھلے تو ہم جانین
صبح کے بعد شام ہوتی ہے

غیر جتنی برائی کرتے ہین
وہ ہمارے ہی نام ہوتی ہے

۹۴

پہلے اے داغ کچھ نہ ہوش آیا
دل کی اب دل تمام ہوتی ہے

۱۵

شبنم سے شب ہجر کی ظلمت نہین جاتی
سو شوب پڑین تو بھی یہ رنگت نہین جاتی

آئی ہوئی عاشق کی طبیعت نہین جاتی
آتی ہے تو آکر یہ قیامت نہین جاتی

کھاتی ہے پس مرگ تری ہجر سے خنجر
دنیا سے کوئی روح سلامت نہین جاتی

سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہین جاتا
دل جاتا ہے ویسی تری الفت نہین جاتی

اللہ رے محشر مین گنہگار ہے آگے
مجبور ہون مین اسکی محبت نہین جاتی

اول تو وہ نہین شرم رہی منہ سے کہو بے
جب شرم گئی اسکی حجت نہین جاتی

اے عمر رواں اسکو بھی ہمراہ لئے جا
تو جاتی ہے ویسے مری حسرت نہین جاتی

زاہد یہ اگر پست ہی مسجد سے تو کیا ہے
کچھ اس سے تو میخانہ کی عظمت نہین جاتی

ہر چند بلا ہی مگر اسمین بہی وفا ہے
گہر غیر کے میری شب فرقت نہین جاتی

آئینہ ہی اب ہنی لگا آپکے آگے
کہہ سکتے ہین منہ دیکہی کی الفت نہین جاتی

کتنے بہی ہین پامال تری راہگذر مین
دو چار قدم اوٹہکی قیامت نہین جاتی

ملجاتے ہین خود خاک مین ہم فرق ہوا تنا
ویسی تو ہمارے بہی کدورت نہین جاتی

جاتی ہے مری جان یہین کہہ نہین سکتا
جبتک اسے تم دو نہ اجازت نہین جاتی

سو جاتے ہین اوٹہ اوٹہ کے جگا دیتے ہین شب وصل
اون نیند بہری آنکہون کی غفلت نہین جاتی

۶۵ ۱۸

ای داغ شراب اتنا تو اوسکی کہے کا
معشوق کی گالی سے تو عزت نہین جاتی

جانئیے تو وہان کی عزت نہین جاتی
لوٹ جاتی ہے پاس شب فرقت نہین جاتی

بیٹھے ہین عجب شان سے وہ بزم عدو مین
ڈرتی ہے مرے ساتھ قیامت نہین جاتی

دیگا نہ کوئی شہر کرین پہانسنکی گواہی
پہر اودہر حشر مین جانے نہین جاتی

رونے سے بہی مٹتا نہین شوق نظارہ
آنکہین بہی گئین تو بہی حسرت نہین جاتی

دم بہر کے قابو مین طبیعت نہین آتی
اللہ کسی وقت یہ حالت نہین جاتی

ہر وصل کے بعد اونکو گمان اور کسی کا
لو ایسی صفائی مین کدورت نہین جاتی

وہ آکے مری قبر پہ یہ لکھہ گئی مصرع
کافر تجھے دُنیا کی محبت نہین جاتی

فرہاد کی مرقد سے یہ آتی ہین صدائین
برباد کسی شخص کی محنت نہین جاتی

اوٹھتی ہین جن عالم مین مٹجاتی ہین فتنے
کافر تری آنکھونکی شرارت نہین جاتی

کیون دُختر رز کو نہ کہین شیخ سی پرہیز
کعبے کو بھی یہ صاحب حرمت نہین جاتی

کیا دیکھہ لیا عہد سکندر مین الٰہی
آئینے کی مُنہ سی کبھی حیرت نہین جاتی

شرما کے قسم کھائی ابھی عہد کیا تھا
پھر ظلم کیا آپکی عادت نہین جاتی

کہتے ہین مجھے دیکھکے سب اہل محبت
اسطرح تو قابو سی طبیعت نہین جاتی

غم سہتے ہین پر لب پہ شکایت نہین آتی
دکھ سہتے ہین پر تیری محبت نہین جاتی

ہم چاہ کی چھپاتی ہین اوس پردہ نشین کو
آنکھون سے کسی وقت وہ صورت نہین جاتی

وہ جور و جفا کرکے وفا کر نہین سکتی
اس راہ سی اوس راہ طبیعت نہین جاتی

تعریف یہ تمسی ہی وفا ہو نہین ہم سی
کیون شکر کیا اسکی شکایت نہین جاتی

۹۶ ای داغ سلامت رہین جہان ہمارے ۸

جو آتی ہے آفت کہ مصیبت نہین جاتی

اوسکی چتون نظر مین پہرتی ہے ۔ اک چھری سی جگر مین پہرتی ہے
آہ ہر دم سفر مین پہرتی ہے ۔ یہ تلاش اثر مین پہرتی ہے
نالہ کرتا ہون تو مری آواز ۔ گونجتی اونکے گہر مین پہرتی ہے
نہ ملا بعد مرگ بہی آرام ۔ روح اوس رہگذر مین پہرتی ہے
وہ دم رقص گردشین اوسکی ۔ ایک پہر کی نظر مین پہرتی ہے
نہ ملیگا وہ جستجو سے کہین ۔ خلق کس دردسر مین پہرتی ہے
اوسکے آگے زبان مشکل سے ۔ وہین نامہ بر مین پہرتی ہے

۹۷
آمد آمد ہے آج کسکی داغ
یہ سفیدی جو گہر مین پہرتی ہے
۱۴

تم پیتی ہین اون نہین غیرونکی بات الٹی ہوئی ہے ۔ خدا کی شان ہے ایسونکی بات الٹی ہوئی ہے
جب آنکھوں سی لگاتا ہون تو چپکی چپکی ہنس ہنس کر ۔ تری تصویر بہی کہتی ہے صورت الٹی ہوتی ہے
کیا نظارہ بزم غیر مین اوس حسن طلعت کا ۔ یہ کیا معلوم تہا دوزخ مین جنت الٹی ہوئی ہے

نہ نکلے عالم بالا تک ایسا چاند سا چہرہ
انہیں کا فخر ہو نہیں ایک عورت ایسی ہوتی ہے

ابھی تو کھیل سمجھے ہو مگر اک دن کہا دینگی
قیامت اسکو کہتے ہیں قیامت ایسی ہوتی ہے

ہماری شکل تیرے غم میں پہچانی نہیں جاتی
بگڑ جاتی ہے صورت بھی مصیبت ایسی ہوتی ہے

کفن سے منہ مرا جب کھول کر دیکھا تو وہ بولے
ہماری چاہنے والوں کی صورت ایسی ہوتی ہے

کہو تو ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھو آئینہ دیکھو
بنا دیتی ہے دم بھر اچھی صورت ایسی ہوتی ہے

ترا دل سنگدل پگھلے تو جب تجھکو یقین آئے
کہ اوسکی شان ایسی اوسکی قدرت ایسی ہوتی ہے

بھری محفل میں غیروں سے اشارے یوں مگر
مروت آنکھ کی اے بے مروت ایسی ہوتی ہے

وہ دیتے ہیں تسلی اور پھر تسکین نہیں ہوتی
کبھی بیچین آپ کا مر طبیعت ایسی ہوتی ہے

مجھے وہ دیکھتے ہی دور سے منہ پھیر لیتے ہیں
جو ہوتی ہے تو اب صاحب سلامت ایسی ہوتی ہے

غضب میں جان ہے ہر سو شکوہ بھی ہو لیا تا ہوں
کبھی دو چار دن انکی عنایت ایسی ہوتی ہے

۹۸

ذراسی بات پر اے داغ تم اونسے بگڑ بیٹھے
اسیکا نام الفت ہے محبت ایسی ہوتی ہے

۱۱

آپ کا اعتبار کون کرے
روز کا انتظار کون کرے

ذکر مہر و وفا تو ہم کرتے
پر تمہین شرمسار کون کرے

جو ہوا اوس چشم مست سے بیخود
پھر اوسے ہوشیار کون کرے

تم تو ہو جان اک زمانے کی
جان تمپر نثار کون کرے

آفت روزگار جب تم ہو
شکوۂ روزگار کون کرے

اپنی تسبیح رہنے دے زاہد
دانہ دانہ شمار کون کرے

ہجر مین زہر کھا کے مر جاؤن
موت کا انتظار کون کرے

آنکھ ہے ترک زلف ہے صیاد
دیکھین دلکا شکار کون کرے

ہو رہے تمسے بیوفائی کی
یہ چلن اختیار کون کرے

وعدہ کرتے نہین یہ کہتے ہین
تجکو امیدوار کون کرے

۹۹ داغ کی شکل دیکھکر بولے
ایسی صورت کو پیار کون کرے ۸

سچ کی جب گفتگو ہونے لگی
آئینے تم تو ہونے لگی

چاہئے پیغامبر دو نو طرف
لطف کیا جب دو بدو ہونے لگی

میری رسوائی کی نوبت آ گئی
اونکی شہرت کو بکو ہونے لگی

ہے تری تصویر کتنی بے حجاب
ہر کسی کے روبرو ہونے لگی

غیر کے ہوتی بھلا اے شام وصل
کیون ہمارے روبرو ہونے لگی

ناامیدی بڑھ گئی ہے اسقدر
آرزو کی آرزو ہونے لگی

ابکی ملکر دیکھیے کیا رنگ ہو
پھر ہماری جستجو ہونے لگی

۱۰۰ ۱۵

داغ اترائے ہوے پھرتے ہین آج
شاید انکی آبرو ہونے لگی

ناروا کہیے ناسزا کہیے
کہیے کہیے مجھے برا کہیے

تجھکو بدعہد و بیوفا کہیے
ایسے جھوٹے کو اور کیا کہیے

درد دل کا نہ کہیے یا کہیے
جب وہ پوچھے مزاج کیا کہیے

پھر نہ رکیے جو مدعا کہیے
ایک کے بعد دوسرا کہیے

آپ اب میرا منہ نہ کھلوائین
یہ نہ کہیے کہ مدعا کہیے

وہ مجھے قتل کر کے کہتے ہین
مانتا ہی نہ تھا یہ کیا کہیے

دل میں رکھنے کی بات ہے غم عشق
اسکو ہرگز نہ برملا کہئے

تجھکو اچھا کہا ہے کس کس نے
کہنے والون کو خیر کیا کہئے

وہ بھی سن لینگے یہ کبھی نہ کبھی
حال دل سب سے جابجا کہئے

مجھکو کہئے برا نہ غیر کے ساتھ
جو ہو کہنا جدا جدا کہئے

انتہا عشق کی خدا جانے
دم آخر کو ابتدا کہئے

میرے مطلب سے کیا غرض مطلب
آپ اپنا تو مدعا کہئے

ایسی کشتی کا ڈوبنا اچھا
کہ جو دشمن کو ناخدا کہئے

صبر فرقت میں آہی جاتا ہے
پر اسے دیر آشنا کہئے

آگئی آپ کو مسیحائی
مرنے والون کو مرحبا کہئے

آپ کا خیرخواہ میرے سوا
ہے کوئی اور دوسرا کہئے

ہاتھ رکھکر وہ اپنے کانون پر
مجھسے کہتے ہیں ماجرا کہئے

ہوش جاتے رہے رقیبون کے
داغ کو اور باوفا کہئے

شکوہ نہین کسیکی ملاقات کا مجھے
تم جانتے ہو وہم ہی جس بات کا مجھے

جانا کہ بوی غیر پہ پہچان جائیگا
باسی نہ اوسنے ہار دیا رات کا مجھے

کوئی نہین تو دل ہی سے باتین ہین رات بھر
اللہ رے شوق حرف و حکایات کا مجھے

وہ دن سے اپنی گھر گئی آئی شب فراق
کھٹکا لگا ہوا تھا اسی رات کا مجھے

ملکر تمام بھید کہونگا رقیب سے
آتا ہی خوب توڑ تری گھات کا مجھے

ڈرنا کسیکا اور وہ بجلی کا کوندنا
موسم بہت پسند ہی برسات کا مجھے

تدبیر سے تو موت نہ آئی شب فراق
ہی انتظار مرگ مفاجات کا مجھے

وہ دن گئی کہ زہر بھی آب حیات تھا
ہی اب تو زہر پان تری بات کا مجھے

١٠٢

آخر وہان رقیب نے نقشہ جما لیا
ای داغ خوف تھا اسی ذات کا مجھے

١٢

مرے آنیکی سیہری محفلین ہو گی
زبان پر آئیگی جو دل مین ہو گی

نہو گا کیا ہمارا کام ہو گا
نہو گی کیا ادا قاتل مین ہو گی

یہی قاصد پتا ہے اوسکی گہر کا
ہوا کچھہ اور اوس منزل مین ہو گی

ادا تیری فغان میری بھلا کب چین دیتی ہی
جگر تھامے ہوے خلقت تری محفل سے نکلیگی

مجھے آتا ہی تمپر رحم میرا منہ نہ کھلواؤ
کلیجا توڑ لیگی وہ دعا جو دل سے نکلیگی

کسی بدخو سے ہم کہنے لگے تھے مدعا اپنا
یہ کیا معلوم تھا آواز بھی مشکل سے نکلیگی

تغافل چاہیے ای قیس تجکو ایسے موقع پر
ابھی جھنجھلا کے لیلی پردۂ محمل سے نکلیگی

نکرنا قتل ہمکو ورنہ حسرت داغ بن بنکر
تمہارے دامن مین بیٹھیگی ہمارے دل سے نکلیگی

نہین دشوار کچھ اپنے مکان سے لامکان جانا
وہین پونہچائیگی جو راہ حسن منزل سے نکلیگی

مری کشتی اگر چھوٹیگی دریائے محبت مین
تو سب سے پہلے بسم اللہ لب ساحل سے نکلیگی

بڑی سختی سے میری جان نکلی ہی کئی دن مین
یکایک لاش کیونکر کوچۂ قاتل سے نکلیگی

چھپایا منہ اگر تم نے تو کیا ہم مر نجائینگے
نگہ تجلی کی صورت پردۂ حائل سے نکلیگی

ترستے ہین ہنسی قبلہ غضب کے اتقن فقر سے
نئی صحبت نکلیگی تری محفل سے نکلیگی

وہی دوزخ نہ مانگیگی جسمین رہتے ہین اعدا
وہان جنت ہی کیون لب سائل سے نکلیگی

۲۱ ۱۰۴

رموز عاشقی کو عاشقو تم داغ سے پوچھو
کہ باریکی ہین باریکی ادا کی بال سے نکلیگی

فغان کو لاگ ٹھہری آسمان سے | اوٹھا جاتا ہی پردہ درمیان سے

تری رنجش کھلی طرز بیان سے | نہ تھی دل مین تو کیون نکلی زبان سے

نرالی ہی ادا ساری جہان سے | کوئی پیدا کرے تجھسا کہان سے

گرے ہوئے اوٹھکر آستان سے | چلے آتے ہو گھبرائے کہان سے

عدو کی التجا کرنی پڑی ہے | مرادین مانگتا ہون آسمان سے

مری تنکون مین ہے کیا خار حسرت | الگ گرتی ہی بجلی آشیان سے

نتیجہ اونکی باتون کا یہ نکلا | کہ اپنی مدح تھی اپنی زبان سے

لگا رہتا ہی کھٹکا دونو جانب | مزا ہی دوستی کا بدگمان سے

وہ مجھکو دیکھکر بولے الٰہی | بچانا اس بلائے ناگہان سے

نکہیے دوست دشمن کو نہ کہیے | پرائے اپنے ہوتی ہین زبان سے

تمہاری در پہ ہم کیونکر نہ آتے | کہ تھی صاحب سلامت پاسبان سے

شکایت راہ الفت کی سنے کون | الگ چلتا ہون ہر کاروان سے

ڈریگا شور محشر سے وہ کیا خاک | تسلی جسکو ہو میری فغان سے

وہ خط لکھیں مجھے جھوٹا ہی قاصد
خدا جانے اوٹھا لا یا کہان سے

شب غم ہر بلا کا منتظر ہون
نگاہین لڑ رہی ہین آسمان سے

رہی جا دو ہوا اوسکا وہی حال
جسے جو کہدیا تو نے زبان سے

یہ ہے کیا بات سُنتے ہین وہ اکثر
ہمارا حال دشمن کی زبان سے

تم اپنی رہگذر سے بچتے رہنا
اوٹھیگا فتنۂ محشر یہان سے

تمہاری چشم فتان نے بھی شاگرد
بنا ڈالی ہزارون آسمان سے

رقیب آیا ہی چھپکر تیرے در پر
مگر اولجھا ہوا ہی پاسبان سے

خوشی کیا زندگی کی جب خضر تک
مری جاتی ہین عمر جاودان سے

۱۰۵ — ۹
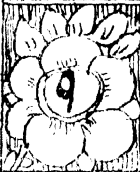
جہان آباد ہر منزل ہر ای داغ
قدم باہر نکالا جب مکان سے

ہماری دم نکلنے مین ہے اک عالم نکلتا ہے
کہ وہ مشتاق ہین کہتے ہین کیونکر دم نکلتا ہے

کمی کیا پڑ گئی ہی چاہنے والون کی اے قاتل
کہ اب تلوار کم کھینچتی ہی خنجر کم نکلتا ہے

گلہ کیسا کہان کا رنج کس کا جان لب ہونا
جب آ کے پیار سی پوچھا تمہارا دم نکلتا ہے

نہ تجھسا آجتک دیکھا نہ تجھسا حشر تک دیکھیں
ان آنکھوں سے بہت نکلا بہت عالم نکلتا ہے

کوئی کیا چل سکیگا اس خرام ناز سے بڑھکر
قیامت کا تمہاری ٹھوکروں میں دم نکلتا ہے

گداز غم سے میری ہڈیاں گھلتی ہیں گھلجائیں
ترا ارمان تو ای دیدۂ پرنم نکلتا ہے

تمہیں میرے مسیحا ہو تمہیں میری تمنا ہو
تمہیں پر جان جاتی ہے تمہیں پر دم نکلتا ہے

نقاب روئے روشن سے رخ پر نور کا جلوہ
جو چھن چھنکر نکلتا ہے تو کیا کم نکلتا ہے

۱۰۶ — ۱۰

الٰہی خیر کرنا آج کوئی داغ کے گھر سے
نہیں شیون نکلتا ہے نہیں ماتم نکلتا ہے

زمانہ سخت بدگمان ہو رہا ہے
کسی شخص کا امتحان ہو رہا ہے

سُریلی صدائیں ہیں ناقوس شغلکی سی
الٰہی یہ جلسہ کہاں ہو رہا ہے

بہت حسرت آتی ہے مجھکو یہ سنکر
کسی پر کوئی مہربان ہو رہا ہے

ترے ظلم پنہاں ابھی کون جانے
فقط آسمان آسمان ہو رہا ہے

ان آنکھوں سے اس دلکا کیا بھید کھولا
کہ مضطر مرا رازدان ہو رہا ہے

سنو کیا خبر جشن عشرت کی قاصد
جہاں ہو رہا ہے وہاں ہو رہا ہے

وہ حال طبیعت جو برسوں چھپایا
ہر اک شخص سے اب بیان ہو رہا ہے

کوئی اوڑھ کے آیا کوئی چھپ کے آیا
پشیمان ترا پاسبان ہو رہا ہے

کہیں دو گھڑی آپ شبنم مین سوئے
رخ پُر عرق درفشان ہو رہا ہے

۱۰۷

یہ بیہوشیان داغ یہ خواب غفلت
خبر بھی ہے جو کچھ یہان ہو رہا ہے

۹

آج گھبرا کر وہ بولے جب سنے نالے مرے
جان کے پیچھے پڑے ہین چاہنے والے مرے

محفل دشمن سے میری پیشوائی کے لیے
جھوم کر آنا وہ تیرا ہائے متوالے مرے

خار صحرا جنون نے تیز کی کیا کیا زبان
پھوٹے منہ سے کچھ بولی پاؤنکے چھالے مرے

گیسوؤن پر ہاتھ یہ کہکر نہ رکھتے ہین وہ
سامری کو بھی نہ ڈس جائین یہ کالے مرے

حضرت ناصح تمہاری کیا ہے ہستی کر سکے
تم کوئی سانچے مین ڈھل سکتے ہو ڈھالے مرے

جائیگا ہد ہد سہ قیس کیلئے چار و طرف
میرے قاتل لے گئے ہین چار پر کالے مرے

عشق وحشت کی کریگا کون ایسی پرورش
انکو چھوڑون کس طرح یہ پڑ گئے پالے مرے

۱۰۸

وہ عیادت کو نہ آئے داغ تو کچھ غم نہین

۱۰

اور دنیا مین بہت ہین پوچھنے والے مرے

کس وجہ سے لب پہ مرے فریاد نہ آتی
وہ چوٹ نہین کھائی تھی جو یاد نہ آتی

جنت مین جو حورونکو مری یاد نہ آتی
ہچکی بھی تہ خنجر بیداد نہ آتی

ای شعبدہ گر تجکو ہزارون ہنر آتے
اک طرز دل آزاری بیداد نہ آتی

گو جان گئی عشقمین پر نام تو پایا
کہنے مین بھی کیا محنت فرہاد نہ آتی

اس وحشت دلنے مجھے دیوانہ بنایا
ورنہ کبھی تم تک مری فریاد نہ آتی

گر باغمین وہ خانہ بر انداز نہ آتا
گھبرائی ہوئی نکہت برباد نہ آتی

[illegible] یا مرگ محبت کا بہانہ
کیا ہوتی تجھے ای دل ناشاد نہ آتی

اِک عمر سے ہون نغمہ سرا کنج قفس مین
اب بھی مجھے دلداری صیاد نہ آتی

مرتا مگر اس حال سے فرقت مین نہ مرتا
آتی مگر اسطرح تری یاد نہ آتی

ہی فیض الٰہی مین کمی کونسی اے داغ
کیون ہوش پہ یہ طبع خداداد نہ آتی

۱۰۹ ۹

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

بات کرتی نہیں بے لیتی ہے چٹکی دل مین
یہ تو ہے آپکی تصویر مین اک بات نئی

دل طلب کرتے ہو مہمان بلا کر ہمکو
یہ تواضع ہی نئی ہے یہ مدارات نئی

عشق بھی کفر ہوا حضرت واعظ خاموش
آپ نے یہ تو کہی قبلۂ حاجات نئی

ہونگی حوران بہشتی کی پرانے انداز
آپکی بات نئی گھات نئی گات نئی

سر مرا کاٹ کے اے نامہ رسان لیتا جا
گرچہ پھیکا سہی یہ ہے یہ سوغات نئی

رنگ می دیکھکے ہم صاف بتا دیتے ہین
یہ پرانی ہے یہ اے پیر خرابات نئی

غیر نے کی جو برائی تو بھلائی ٹھہری
یہ ملی ہے عملِ بد کی مکافات نئی
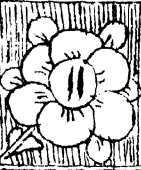
۱۱۰

داغ سا بھی کوئی شاعر ہے ذرا سچ کہنا
جسکے ہر شعر مین ترکیب نئی بات نئی

۱۱۱
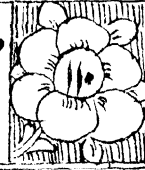
تمنے بدلے ہمسے گن گن کے لئے
ہمنے کیا چاہا تھا اسدن کے لئے

کچھہ نرالا ہے جوانی کا بناؤ
شوخیان زیور ہین اس سن کے لئے

چاہنے والون سے گر مطلب نہین
آپ پھر پیدا ہوئے کن کے لئے

فیصلہ ہو آج میرا آپ کا
یہ اوٹھا رکھا ہے کس دن کے لئے

دے گئے بے دُرد ای پیرِ مغان
چاہیئے اک پاک باطن کے لئے

دل کے لینے کو ضمانت چاہئے
اور اطمینان ضامن کے لئے

میکشو اب آئی شاید فصلِ گُل
بلبلوں نے چوںچ مین تنکے لئے

ہمنشیں سے مری کہتے ہیں وہ
چھوڑ دین غیروں کو کیا انکے لئے

ہین رُخِ نازک پہ گنتی کے نشان
کسنے بوسے تیری گن گن کے لئے

وہ نہین سنتے ہماری کیا کرین
مانگتے ہین ہم دعا جن کے لئے

آج کل مین داغ ہو گے کامیاب
کیون مرے جاتے ہو دو دن کے لئے

آئے بھی تو وہ منہ کو چھپائے مرے آگے
اس طرح سے آئی کہ نہ آئے مرے آگے

دل مین نے لگایا ہے مگر دیکھئے کیا ہو
سب چھینکتے ہین اپنی بلائے مرے آگے

بجھتے ہوئے دیکھو لگانہ ہین دلگی لگی کو
کوئی نہ کبھی شمع بجھائے مرے آگے

کیا دم کا بھروسا ہی پھر آئے کہ نہ آئے
جانا ہو جہے قاصد کو تو جائے مرے آگے

کچھ تذکرہ رنجشِ معشوق جو آیا
دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مرے آگے

مانگی ہی دعا وصل کی کچھہ اور نہ سمجھو — کوسا ہو اگر مین نے تو آئے مرے آگے
تیور یہی کہتے تھی کہ یہ نام ہی میرا — لکھکر کئی حرف اونسی مٹائے مرے آگے
دیکھے تو کوئی قاصدِ جانانکی دلیری — واپس مرے خط لاکے جلائے مرے آگے
بچھڑے ہوئی معشوق ملین سکو الٰہی — تنہا کوئی جنت مین نجائے مرے آگے
محشر مین بھی ہی خواہش خلوت مجھی اونسے — کہتا ہون کیا میں نہ آئے مرے آگے

۱۱۲ کچھہ داغ کا مذکور جو آیا تو وہ بولے — آئے تھے بُرا حال بنائے مرے آگے ۱۱۳

سب سے تم اچھے ہو تم سے مری قسمت اچھی — یہی کمبخت دکھا دیتی ہے صورت اچھی
حسن معشوق سے بھی حسن سخن ہے کمتا — ایک ہوتی ہی ہزارون مین طبیعت اچھی
میری تصویر بھی دیکھی تو کہا شرما کر — یہ برا شخص ہے اسکی نہین ہیئت اچھی
ہر طرح دلکا ضرر جان کا نقصان دیکھا — نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی
کس صفائی سے کیا وصل کا تو نے انکار — اس محل پر تو زبا نمین تری لکنت اچھی
ہجر مین کسکو بلاؤن بلاؤن کسکو — موت اچھی ہی الٰہی کہ قیامت اچھی

دیکھنے والون سے انداز کہین چھپتے ہین | ہمکو پردے سے نظر آتی ہی صورت اچھی

میری شامت کہ دکھائی اسی دشمن کی شبیہ | مسکرا کر یہ کہا اوس نے نہایت اچھی

جو ہو آغاز مین بہتر وہ خوشی ہی بدتر | جسکا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی

ہی سر ناز فروشی تو خریدار ہی سب | بیچ ڈالو اسے ملجائیگی قیمت اچھی

عیب بھی اپنے بیان کرنے لگے آخر کار | ہو گئی اونکو برا کہنے کی عادت اچھی

تم بناؤ تو سہی مہر و محبت کے گواہ | ایسے دعوے مین تو جھوٹی ہی شہادت اچھی

۱۱۳ زور و زر سے بھی کہین داغ حسین ملتے ہین ۱۲

اپنے نزدیک تو ہی سب سے اطاعت اچھی

یہ جو ہی حکم مرے پاس نہ آئے کوئی | اسلئے روٹھ رہے ہین کہ منائے کوئی

یہ نہ پوچھو کہ غم ہجر مین کیسی گذری | دل دکھانیکا اگر ہو تو دکھائے کوئی

تاک مین ہی نگہ شوق خدا خیر کرے | سامنے سے مرے بچتا ہوا جائے کوئی

ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط پہونچا | آپکی طرح سے مہمان بلائے کوئی

ترک بیداد کی تم داد نہ پاؤ مجھسے | کرکے احسان نہ احسان جتائے کوئی

یون شب وصل ہوا لیدگی عیش ونشاط
آپ اپنے مین خوشی سے نہ سمائے کوئی

حال افلاک و زمین کا جو بتایا ہو تو کیا
بات وہ ہے جو تری دل کی بتائے ہوتی

درد الفت کے مزے لیتے ہین قسمت والے
خون دل ہم نہین ہو کہ نہ کھائے کوئی

کیا وہ مے داخل دعوی ہے نہین اے واعظ
مہربانی سے ملا کر جو پلائے کوئی

وعدۂ وصل سے جان کے عوض ہو جاؤن
وقت رخصت بھی اگر ہاتھ ملائے کوئی

سرد مہری سے زمانے کی ہوا ہے دل سرد
رکھکر اس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

آپ نے داغ کو منہ بھی نہ لگایا افسوس
اوسکو رکھتا تھا کلیجے سے لگائے کوئی

ہجر کی یہ رات کیسی رات ہے
ایک مین ہون اور خدا کی ذات ہے

آپکی ہر بات مین یہ بات ہے
چال ہے فقرہ ہے دم ہے گھات ہے

حور کی خواہش پہ یہ طعنے ملے
واہ کیا نیت ہے کیا اوقات ہے

تو نے قاصد جو کہی دل کی لگی
یہ اوسی کافر کی منہ کی بات ہے

پھر خدا جانے کہان تم ہم کہان
عیش و عشرت کی یہی اک رات ہے

شکوے کی بدلے کیا شکر ستم
پھر خفا ہین کیا مزے کی بات ہے

اونکا قاصد لیچلا ہی دل مرا
تازہ فرمائش نئی سوغات ہے

شب کو جاگین بزم مین وہ دن کو سوئین
رات کا دن اور دن کی رات ہے

کیون سپیل پڑتی ہین ملک حسن کی
کیا وہان برسات ہی برسات ہے

جب کہا مین نے کہ لو مرتا ہون مین
بولے بسم اللہ اچھی بات ہے

ضعف سے اوٹھتے نہین دست دعا
اب ہماری شرم اوسکی ہات ہے

کہتے ہین دشنام دیکر لینگے دل
مفت کیون دیتے ہو کچھہ خیرات ہے

۱۱۵ داغ سے جا کر ملے تھے ہم بھی آج ۸
آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے

تلاش اونکو ہی میرے رازدان کی
نئی ترکیب نکلی امتحان کی

کہان آ چارہ گر دل مین حرارت
یہ گرمی ہے فقط ضبط فغان کی

نہین کچھہ ہرزہ گو دیوانۂ عشق
سُنو تو کہہ رہا ہی یہ کہان کی

کریگی سجدہ میت ہی ہماری
کہ مٹی دی ہے اوسنے آستان کی

شب غم آئے خواب مرگ کیونکر
یہان دیکھی ہین آنکھین پاسبان کی

تمھین سناؤن کیونکر اوسکی باتین
مرے دلمین ہی کیفیت زبان کی

دہن کو ہے مزہ تیرے دہن کا
زبان کو چاٹ ہی تیری زبان کی

۱۱۶ ۹
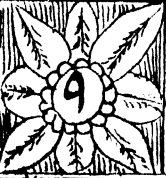
وہ سنکر داغ کے اشعار بولے
خدا جانے یہ بولی ہی کہان کی

وہ نیم وعدہ کرکے فراموش ہوگئے
امیدوار ہوش سے بیہوش ہوگئے

تلچھٹ بھی آج حضرت زاہد نے صاف کی
مے نوش کیا ہوی کہ بلا نوش ہوگئے

کافی ہی میرے قتل سے اتنا اونھین لحاظ
دو چار دن کیواسطے روپوش ہوگئے

احباب کو جنازہ اوٹھانا بھی بار تھا
ہم خاک مین ملے وہ سبکدوش ہوگئے

بگڑا مزاج اونکا تو محفل بگڑ گئی
سامان عیش اوڑکے مری ہوش ہوگئے

ماتم ہی طفل اشک کا یا دل کا سوگ ہے
کیون مردمان دیدہ سیہ پوش ہوگئے

ہان ہان ٹھہر کے اوٹھا رخسے تو نقاب
پیدا طبیعتون مین بہت جوش ہوگئے

میری برائیان تو نکرتا ہو مدعی
کیا غور ہے کہ ہم ہمہ تن گوش ہوگئے

۱۱۷

ای داغ سب زمانہ ماضی کے ذوق شوق
اک بار دل سے محو و فراموش ہو گئے

۱۶

پھرے راہ سے وہ یہان آتے آتے
اجل مر رہی تو کہان آتے آتے

مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا
نکل جاے دم ہچکیان آتے آتے

نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی
بہت دیر کی مہربان آتے آتے

کلیجا مرے منہ کو آئے گا اکدن
یونہین لب پہ آہ و فغان آتے آتے

ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیان ہون
اونہین آئینگی شوخیان آتے آتے

چلے آتے ہین دل مین ارمان لاکھون
مکان بھر گیا میہمان آتے آتے

نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی
وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے

تمہارا ہی مشتاق دیدار ہوگا
گیا جان سے اک جوان آتے آتے

یقین ہے کہ ہو جاے آخر کو سچی
مرے منہ مین تیری زبان آتے آتے

سنانیکے قابل جو تھی بات اونکو
وہی رہگئی درمیان آتے آتے

تری آنکھ پھرتے ہی کیسا پھرا ہے
مری راہ پر آسمان آتے آتے

مرے آشیان کے تو تھے چار تنکے
چمن اوڑ گیا آندہیان آتے آتے

کسی نے کچھ اونکو او بہار اتو ہوتا
نہ آتے نہ آتے یہان آتے آتے

قیامت بہی آتی تہی ہمراہ اوسکے
مگر رہ گئی ہمعنان آتے آتے

بنا ہے ہمیشہ یہ دل باغ و صحرا
بہار آتے آتے خزان آتے آتے

۱۱۸ ۲۰

نہین کھیل اے داغ یارون سے کہدو
کہ آتی ہے اردو زبان آتے آتے

ملگئی بیخودی شوق سے راحت کیسی
ہوگئی دونون جہان سے مجھے فرصت کیسی

کیا کہون اونسے اوٹھائی ہے اذیت کیسی
مرنیوالے کی ہہی رات کو حالت کیسی

عشق نے دین مین دعائین وہ محبت کیسی
مجھسے مل مل کے لگا روتی ہے حسرت کیسی

عکس بھی آئینہ مین چار گھڑی بعد آیا
بڑھ گئی حد سے سوا اونکی نزاکت کیسی

بندہ چاہے جو خدائی کو ملسکتی ہے
لوگ قسمت کو لیے پھرتے ہین قسمت کیسی

جو معشوق کی پرستش سے نہین ملتا ہے
اپنے بندے ہی سے خدا کو ہے محبت کیسی

حور سے بحث نہین مانگ تباہی زاہد
لاکھ دولاکھ مین ہو ایک وہ صورت کیسی

دوست یا رنگ جدا کبھی مل بیٹھتے ہین
لطف کے ساتھ گذر جاتی ہے صحبت کیسی

خواب مین بھی جو برا دنکا سب نے سنا
جلد ہوتی ہے بری بات کی شہرت کیسی

آپ ہی جور کرین آپ ہی پوچھین مجھسے
یہ تو فرمایئے ہے آج طبیعت کیسی

اب تو دو چار ہی لوگ نکا رہا تھا جھگڑا
ہار دی حضرت دل آپنے ہمت کیسی

اسکو مین نے جو کلیجے سے لگا رکھا ہے
درد نے پائی مرے سینے مین راحت کیسی

تھمتے تھمتے کہ نکلجائے ذرا جان حزین
مین تو رخصت نہوا آگئی رخصت کیسی

تھے کہان اتنکو آئینہ تو لیکر دیکھو
اور ہوتی ہے خطاوار کی صورت کیسی

نگہ یار کو مین دلمین جگہ دون لیکن
چور ہو جب کوئی مہمان تو عزت کیسی

چھیڑ پھر وقت کی اچھی نہین یہ یاد رہے
کبھی کیسی ہے کبھی اپنی طبیعت کیسی

شعر تر لکھی تو وہ لخت جگر اپنا ہے
اپنی اولاد سے ہوتی ہے محبت کیسی

دلکو سمجھائینگی بہلائینگی بھسلائینگے
بعد مرجانیکے ملجائیگی فرصت کیسی

دھمکیان دیتے ہو تم جذبۂ دلکی اے داغ
بندہ پرور یہ محبت مین حکومت کیسی

۱۱۹ نظر آتا ہے دیر سے جو کوئی شوخ و شریر
گدگداتی ہے پھر اے داغ طبیعت کیسی ۱۱

ہر دل مین نئے درد سے ہی یاد کسیکی
ملتی نہین فریاد سے فریاد کسیکی

آرام طلب ہین کرم عام کے طالب
یون مفت مین لٹتی نہین بیداد کسیکی

دل تھامے ہوے پھرتے ہین سب گبر و مسلمان
کیا یاد ہی کیا یاد ہی کیا یاد کسیکی

اس حسن جہان سوز سے برپا ہی قیامت
ایسے مین کرے کیا کوئی امداد کسیکی

بڑھتی ہی محبت کی اسیری مین اسیری
پوری نہین ہوتی کبھی میعاد کسیکی

ایمان تو جب لائین ہم آشنان کرمی
مٹجائے اگر لذت بیداد کسیکی

نکلے تو سہی جان مگر سہل سمجھے
اٹکی نہین رہتی مرے جلاد کسیکی

جب دیکھتی ہی نالۂ بلبل مین اثر کچھ
اوسکو بھی اچک لیتی ہی فریاد کسیکی

گھبرا کے اگر موت بھی مانگون تو کہین وہ
جاگیر نہین ہی عدم آباد کسیکی

کیا عیش بھلائیگا یہ آزار یہ تکلیف
جنت مین بھی یاد آئیگی بیداد کسیکی

ہی الفت دشمن مین برا حال کسیکا
اے حضرت دل کیجیے امداد کسیکی

۱۲۰ — کمبخت وہی داغ نہ ہو دیکھیو کوئی
بیچین کئے دیتی ہی فریاد کسیکی — ۹

پند واعظ سنتے سنتے کان اپنے بھر گئے
کیا عبادت کو ہمین ہین سب فرشتے مر گئے

پھوٹکر روئے جو چھالے ہو گئے جنگل ہرے
چشم دریا بار جب برسے تو جل تھل بھر گئے

دیکھ سکتا کیا ہمارا حال وہ نازک مزاج
آئینہ مین آپ اپنی شکل سے ہم ڈر گئے

تو ہے کیا معشوق جو ہم التجا تیری کرین
تو گیا تو ہم بھی تجھسے اے دل مضطر گئے

منہ اندھیرے مجھکو غافل دیکھکر شوخی سے وہ
چھپکے اوٹھکر چلدیئے پہلو مین تکیہ دھر گئے

حال میرا پوچھکر کیا کیا جلا دلمین رقیب
جب کہا شوخی سے اونے اونکے دشمن مر گئے

آدمی ایسا کہان کوئی فرشتہ ہو تو ہو
شیخصاحب نہین معلوم تم کیسر گئے

فاتحہ پڑھنی بھی کوئی قبر پر آیا نہین
مر گیا مین کیا کہ سب میری طرفسے مر گئے

۱۲۱

داغ کے تو نام سے نفرت تھی اونہین ہمکو
پھر نہین معلوم یہ حضرت وہان کیونکر گئے

۹

یہ ٹپکتا ہے تیری چتون سے
کہ اشارے ہوئے ہین دشمن سے

آنکھ مین پھوٹین جو کچھ بھی دیکھا ہو
ابھی آتا ہون دشت ایمن سے

چوس کر وہ لب مسی آلود
آج مین ہمزبان ہون سوسن سے

ہون وہ بیتاب کیا عجب پسِ مرگ
نکلے سیماب میرے مدفن سے

خاک میری اوڑائی ہے اسنے
بچکے چلنا تم اپنے دامن سے

ہائے مجبوریان محبّت کی
حال کہنا پڑا ہے دشمن سے

آسمان کس طرح سُنے فریاد
کان بہوٹین ہین میرے شیون سے

دلِ نادان سی مین نہایت تنگ
اور تم اپنے چشمِ پُرفن سے

۱۲۲ ۱۲

ساعتِ وصل کے لئے ہم داغ
پوچھتے رہتے ہین برہمن سے

ملتے ہی بیباک تھی وہ آنکھ شرمائی ہوئی
پھر گئی پتلی کی پلکون تک حیا آئی ہوئی

ہر ادا مستانہ سر سے پاؤن تک چھائی ہوئی
اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

ہائے دُنیا تو کہان وہ عیش کوشی کہان
عرصۂ محشر مین سوائی سی رسوائی ہوئی

مجلس اہلِ عزا مین وہ مجھے روتے خوش
دو گھڑی کو یہ بھی اونکی محفل آرائی ہوئی

آسمان نے خاک کی چٹکی ہر اک فتنے کو دی
میری تربت ہی پہ کن قدمون کی ٹھکرائی ہوئی

مجھکو یہ دعوے کوئی تیری سر ادا مین نہین
اوسکا یہ الزام اچھی قید تنہائی ہوئی

اُڑ کے رستے میں پیار آہی گیا اُس شوخ پر
وہ نظر حیرت زدہ وہ بات گھبرائی ہوئی

تازہ غم کھایا کئی ہم وہ ہیں پاکیزہ مزاج
اور تم کھاتی رہے جھوٹی قسم کھائی ہوئی

ہوئے نبکر اونکی منہ سے سُن لیا حال رقیب
عمر بھر میں ایک ہی تو تھی سو دانائی ہوئی

اونکی مٹھی میں جو دل آٹھ یا دبا کر یہ کہا
چھوٹتی ہے کوئی ایسی چیز ہاتھ آئی ہوئی

بوسہ لیکر جان ڈالی غیر کی تصویر میں
یہ نیا اعجاز ہے اچھی مسیحائی ہوئی

دیکھکر قاتل کی آمد داغ بسمل شاد شاد
اور غمخواروں کے منہ پر مُردنی چھائی ہوئی

کس ادا سے بتاکی یارب تماشائی ہوئی
وہ نگاہ شوخ کچھ پھرتی ہے گھبرائی ہوئی

اور گئی گم ہو گئی جاتی رہی آئی ہوئی
بیوفا تیری وفا میری شکیبائی ہوئی

لیں قیامت نے بلائیں اُس سراپا ناز کی
صدقے رعنائی ہوئی قربان زیبائی ہوئی

بتکدہ میں سجدہ کرنا کفر ہے داغ ہمیں
گر کہیں مقبول اپنی جبہ فرسائی ہوئی

چوٹ کھائی عشق کی دل کی جگر برما کیا
دوسرے آئی کیونکہ ایک کی آئی ہوئی

موت سے ہی شرح ترسان ہے میرے حال کی
یہ بھی گھبرائی ہوئی اور وہ بھی گھبرائی ہوئی

یہ ملا ذکر قیامت پر قیامت کا جواب | کیا اڈھیگی وہ ہماری ٹہوکرین کہائی ہوئی

توبہ کر زاہد کرو نین توبہ ایسی وقت مین | یہ بہار آئی ہوئی ایسی گھٹا چھائی ہوئی

آگیا جب کوئی کرلین چار باتین اوس سے بھی | ورنہ پھر سر پیٹنا جس وقت تنہائی ہوئی

یہ ٹپکتا ہی تری زلف سیہ کے رنگ سے | آج کل ہین اک نہ اک کے سر پہ سودائی ہوئی

۱۲۴ ہی عجب اندھیر کوئی داغ کا پرسان نہین ۱۱
صبح محشر بھی آگئی شام تنہائی ہوئی

میری قسمت کیطرح رہتی ہی بل کہائی ہوئی | زلف پر بھی کیا ہی سختی کی گرہ آئی ہوئی

جب ہی دیکھے پھر اخلقت تماشائی ہوئی | پیچھے پیچھے داغ آگئی رسوائی ہوئی

کاتب اعمال سی ضد تھی دم تحریر شوق | انگلیان گھس گھس گئین یہ خامہ فرسائی ہوئی

دوست دشمن کو بنایا ہی ترے انداز نے | سبکو پہچانا اگر تجھسے شناسائی ہوئی

اے ہجوم ناامیدی رکھ لے شرم آرزو | گوشہ دلمین الگ بیٹھی ہی شرمائی ہوئی

جان کر پہچان کر انجان جب کوئی بنے | پھر نہو نیکے برابر وہ شناسائی ہوئی

کیا قسم کہا کر سوا ہی منفعل پیغامبر | تاڑلی اوس نکتہ چین نے بات سمجھائی ہوئی

ضعف نے ایسا بٹھایا اوسکی بزم ناز مین
مینے یہ جانا ہے مجھے حاصل شکیبائی ہوئی

کس بلا مین مبتلا رہتی ہی دن بہر شام غم
دوڑ کر آتی ہے میرے گھر جو گھبرائی ہوئی

بھولی صورت پر تری تقصیریں بانکپن
لب پہ ظاہر ہے تبسم دل مین اترائی ہوئی

چل دیا ای داغ کیا منہ پہیر کر وہ نازنین
پھر گئی تقدیر میری سامنے آئی ہوئی

باضافہ غزلیات متفرق

۱۲۵ — ۱۲

تو ہی اپنے ہاتھ سے جب لے لیا جاتا رہا
دل کی بھی پروا نہین جاتا رہا جاتا رہا

جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی
جو بھروسا تھا ہمین وہ آسرا جاتا رہا

مینے جب دیکھا انکی زلف کو تو فرمانے لگے
آپ کا دل کھل پڑا اگر کھو گیا جاتا رہا

دل جرا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہین چین سے
ڈھونڈنے والے سے پوچھو کوئی کیا جاتا رہا

مرگ دشمن کا زیادہ تم سے ہی مجکو ملال
دشمنی کا لطف شکووں کا مزا جاتا رہا

ہوسکی مطلب نگاری کیا پشیمان طبع سے
ذہن مین آ ہی حرف مدعا جاتا رہا

اچھی صورت کی رہا کرتی تھی اکثر تاک جھانک
رہ گئین آنکھین مگر وہ دیکھنا جاتا رہا

دیکھو دیکھو مجھپہ برساتی ہو تیر نگاہ
صید بسمل آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا

کسقدر اونکو فراق غیر کا افسوس ہے
ہاتھ ملتے ملتے سب رنگِ حنا جاتا رہا

حرص دامنگیر دُنیا مال دنیا بے ثبات
جسقدر حاصل کیا اُس سے سوا جاتا رہا

اب کئی دن سے وہ رسم و راہ بھی موقوف ہے
ورنہ ہر سو نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

داغ کچھہ در ہم نہ تہا جسکا اونہیں ہوتا خیال
ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

۱۲۶

۱۳

غیر کو منہ لگا کے دیکھہ لیا
جھوٹ سچ آزما کے دیکھہ لیا

اون کے گھر داغ جا کے دیکھہ لیا
دل کے کہنے مین آ کے دیکھہ لیا

کتنی فرحت فزا تھی بوے وفا
اس نے دلکو جلا کے دیکھہ لیا

کبھی غش مین رہا شبِ وعدہ
کبھی گردن اوٹھا کے دیکھہ لیا

جنس دل ہے یہ وہ نہین سودا
ہر جگہ سے منگا کے دیکھہ لیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہے تجھے
حال دل بھی سُنا کے دیکھہ لیا

جاؤ بھی کیا کرو گے مہر و وفا
بارہا آزما کے دیکھہ لیا

زخم دل مین نہین ہے قطرۂ خون
خوب ہمنے دُکھا کے دیکھہ لیا

ادہر آئینہ ہے ادہر دل ہے
جسکو چاہا اوٹہا کے دیکھ لیا

اوسنے صبح شب وصال مجھے
جاتے جاتے بھی آکے دیکھ لیا

اونکو خلوت سرا مین بے پردہ
صاف میدان پا کے دیکھ لیا

تمکو ہے وصل غیر سے انکار
اور جو ہمنے آکے دیکھ لیا

داغ نے خوب عاشقی کا مزہ
جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

بلا سے جو دشمن ہوا ہے کسیکا
وہ کافر صنم کیا خدا ہے کسیکا

وفا نام لو تم بھی اپنی زبان سے
کہو پورا ہو جو مدعا ہے کسیکا

ادہر آ کلیجے سی تجھکو لگاؤن
تجھی پر تو دل آگیا ہے کسیکا

کسیکی طپش مین خوشی ہے کسیکی
کسیکی خلش مین مزا ہے کسیکا

ذرا ڈالدو اپنی زلفون کا سایا
مقدر بہت نارسا ہے کسیکا

ہمیشہ سے بنتے بگڑتے ہی دیکھا
مگر دل بھی رنگ وفا ہے کسیکا

تمہین اسسے کیا بحث کیون چھیڑتے ہو
کوئی تذکرہ ہو رہا ہے کسیکا

مری بزم میں آ کے وہ پوچھتے ہیں	بُرا حال سُننے سنا ہے کسیکا
ستم ہی کیے جاؤ ہم بھی ہیں حاضر	نہیں حوصلہ دیکھنا ہے کسیکا
بچے جان کس طرح تیری ادا سے	قضا پر کہیں بس چلا ہے کسیکا
مری التجا پر بگڑ کر وہ بولے	نہیں مانتے اسمین کیا ہے کسیکا
وہ کرنے لگے ہین قیامت کی باتین	یہ سچ ہے تو بس فیصلا ہے کسیکا
سُنا کرتے ہین چھیڑ کر گالیان ہم	وگرنہ کوئی سر پھرا ہے کسیکا

۱۲۸

بظاہر نجانے نجانے نجانے
تجھے داغ دل جانتا ہے کسیکا

۹

دل گیا تم نے لیا ہم کیا کرین	جانے والی چیز کا غم کیا کرین
مینے مر کر ہجر مین پائی شفا	ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کرین
ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی	رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کرین
کر چکے سب اپنی اپنی حکمتین	دم نکلتا ہے وہ ہمدم کیا کرین
دل نے سیکھا شیوہ بیگانگی	ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین

معرکہ ہے آج حسن و عشق کا
دیکھئے وہ کیا کرین ہم کیا کرین

تند خو ہے کب سُنے وہ دلکی بات
اور بھی برہم کو برہم کیا کرین

آئینہ ہے اور وہ ہین دیکھئے
فیصلہ دونون یہ باہم کیا کرین

کہتے ہین اہل سفارش مجھ سے داغ
تیری قسمت ہی بُری ہم کیا کرین

۱۲۹ ۱۶

صاف کب امتحان لیتے ہین
وہ تو دم دے کے جان لیتے ہین

یون ہے منظور خانہ ویرانی
مول میرا مکان لیتے ہین

تم تغافل کرو رقیبون سے
جاننے والے جان لیتے ہین

پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے
نامہ بر سے زبان لیتے ہین

اب بھی گر پڑ کے ضعف سے نالے
ساتوان آسمان لیتے ہین

تیرے خنجر سے بھی تو اے قاتل
نوک کی نوجوان لیتے ہین

اپنے بسمل کا سر ہے زانو پر
کس محبت سے جان لیتے ہین

یہ سُنا ہے مرے لئے تلوار
اک مرے مہربان لیتے ہین

یہ نہ کہہ مجہسے تیرے منہ مین خاک
اسمین تیری زبان لیتے ہین

کون جاتا ہے اس گلی مین جسے
دور سے پاسبان لیتے ہین

کرگذرتے ہین ہو بُری کہ بہلی
دلمین جو کچہہ وہ ٹہان لیتے ہین

وہ جہگڑتے ہین جب رقیبون سے
بیچ مین مجکو سان لیتے ہین

ضد ہر اک بات پر نہین اچھی
دوست کی دوست مان لیتے ہین

مستعد ہو کے یہ کہو تو سہی
آئیے امتحان لیتے ہین

منزل شوق طے نہین ہوتی
ٹہلکیان ناتوان لیتے ہین

داغ بہی ہے عجیب سحر بیان
بات جسکی وہ مان لیتے ہین

تمت

رباعیات

تم تو فلک حسن پہ ہو ماہ منیر
سائے کیطرح ساتھ ہے داغ دلگیر

خال لب گلفام ہے شاہد اسکا
بے داغ نہ کہنچ سکی تمہاری تصویر

دیگر

اس شکل کا دنیا مین ہین کون ہی نظیر
صورت ہی طبیعت کیطرح شوخ و شریر
اللہ رے حجاب بدگمانی تیری
بھیجی ہے مجھے نصف بدن کی تصویر

دیگر

ہر عیب سے خالی ہی تمہاری تصویر
دنیا سے نرالی ہی تمہاری تصویر
کس شکل مصور سے یہ پوری کھنچتی
دل کھینچنے والی ہی تمہاری تصویر

دیگر

کیا خوب مصور نے اوتاری تصویر
دیکھی نہ سنی ایسی تو پیاری تصویر
جب ہاتھ لگاتا ہون تو جی ڈرتا ہی
کہہ بیٹھے نہ کچھ منہ سی تمہاری تصویر

دیگر

دل لیکے مکرتی ہی تمہاری تصویر
یہ بات تو کرتی ہی تمہاری تصویر
خاموش جو ہو جاتی ہی اوسکی آگے
کیا داغ سے ڈرتی ہی تمہاری تصویر

دیگر

مغرور ہے تجھ سے بھی جو بڑھ کر تصویر
رکھتی نہیں پاؤں کو زمین پر تصویر
چھیڑوں جو ذرا میں تو کہاں پاس حجاب
ہو جائے ابھی جامے سے باہر تصویر

دیگر

گولا کہہ کرے ناز تمہاری تصویر
میری تو ہو دمساز تمہاری تصویر
کہہ دیتی ہے سب بھید تمہارا مجھ سے
لو سنگئی غماز تمہاری تصویر

دیگر

گرمی میں جو آیا رمضان اب کی بار
ای داغ گناہ اپنی ہونگی فی النار
دو روزے کا ہر روزہ ہوا اس غم میں
روزہ بھی ہوا ایک دن میں دو بار افطار

تمام شد

تاریخ طبع از نتائج افکار جناب مولوی عبد الغفور
خان صاحب بہادر نساخ ڈپٹی کلکٹر سیدقی پور

نساخ مثل عقد ثریا شدست جمع
بار دگر نتائج طبع و خیال داغ
می زیبد ار ز رشک شود بلبل ارم
داغ از لطافت سخن ہم بال داغ

از آب خویش در عرق شرم غرق شد
دُر دُر صدف ز خجلت عقد لآل داغ

پیوستہ جای خویش کند گرم در جہان
مانند داغ عشق بدلہا مقال داغ

از بہر سال فکر چو شد آسمان نورد
گفتا دبیر چرخ کہ بدر کمال داغ ۱۳۰۲ھ

تاریخ آغاز طبع از فیروز شاہ خان صاحب فیروز شاگرد رشید مصنف دام ظلہ العالی

میرے اوستاد کا چھپا دیوان
شعر ہیں یا کھلا ہے یہ گلزار

لکھدے فیروز مصرعہ تاریخ
چھپ گیا آج دفتر اشعار ۱۳۰۲ھ

دیگر اختتام طبع

چھپا دوسرا دیوان اوستاد
بلندی پہ ہیں جسکے شعر مضامین

جو پوچھے کوئی سال طبع فیروز
تو کہدو گلشن اشعار رنگین ۱۳۰۳ھ

تاریخ طبع از نتایج طبع جناب محمد ظہیر الحسن صاحب شوق شاگرد جناب تسلیم

مرتب ہوا جوں دیوان دوم
جناب داغ خورشید فصاحت

پئے تاریخ طبع روشن شوق
بگفتا آفتاب حسن نکہت ۱۳۰۳ھ

المشتہر نیاز احمد خان عفا اکبر منشی محمد تیغ بہادر مالک مطبع انوار محمدی

اشتہار

واضح ہو کہ یہ گلدستۂ آرزو
مجموعۂ اعجاز وجادو طراوت بخش دل و دماغ یعنی
آفتاب داغ جسکا حق تصنیف ہمیشہ کے لیئے محفوظ ہے
منشی نیاز احمد صاحب خلف اکبر جناب منشی محمد تیغ بہادر مرحوم مالک مطبع
انوار محمدی کی اجازت سے بصد آب و تاب میرے مطبع قاسمی لکھنؤ مین چھپکر
تیار ہوا تھوڑی قیمت مقرر کی خریداروں کی رفاہ پر نظر کی شایقین کہان ہین تشریف
لائین یہ گوہر بے بہا کوڑیون کے مول لیجائین۔ گلزار داغ انتخاب داغ بھی
انشاء اللہ بہت جلد تیار ہونے والا ہے۔ ہمارے مطبع مین ہر قسم کا کام
اردو فارسی عربی ناگری عمدہ اور خوشخط چھپتا ہے اور ہر قسم
کی کتب کا ذخیرہ بغرض فروخت موجود ہے جن
حضرات کو ضرورت ہو راقم
سے طلب فرمائین۔

المشتہر
قاسم علیخان مالک مطبع قاسمی لکھنؤ
محلہ سبحان نگر